مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

اِس آواز پر لبّیک کہیئے

ہر احمدی جس تک میری یہ آواز پہنچتی ہے وہ خود اپنا نگران بن جائے اور خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرے کہ میں نے سال کے اندر اندر ایک احمدی ضرور بنانا ہے اور دعا کرے تو یہ کچھ مشکل امر نہیں جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کوئی چیز آپ کو دینا چاہتی ہو تو ہاتھ بڑھا کر اس کو نہ لینا سخت ناشکری ہے۔

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(ایڈیٹر)
مرزا محمد الدین ناز

مئی ۱۹۸۶ء

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ہجرت ۱۳۶۵ ہش

مئی ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مدیران اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

فہرست

جلد نمبر ۲۷
شمارہ نمبر ۵

شرح چندہ

پاکستان	———	بیس روپے سالانہ
امریکہ، کینیڈا	بذریعہ ہوائی ڈاک	پندرہ ڈالر "
جزائر فجی	" بحری "	آٹھ " "
دیگر ممالک	" ہوائی "	چھ پونڈ "
	" بحری "	تین " "

قیمت فی پرچہ : دو روپے

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:۔ سیّد عبدالحی
مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۸۳۳

اداریہ

چل رہی ہے نسیم رحمت کی

دُنیا و مافیہا سے بے خبر ایک رُوح بیقرار و مضطرب ایک پہاڑ کے غار میں تڑپ رہی ہے۔ تمازت ریاضتِ روحانی اس قدر ہے کہ تشنہ لبی حد درجہ کو پہنچ چکی ہے اسے چشمۂ شیریں کی تلاش ہے۔ جستجو ہے جو اُس کی تشنگی کو سیراب کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی ٹھنڈک اور تسکین کے سامان بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ یکایک اس نفسانی تپش کو رُوحانی تپش اپنے جلو میں لے لیتی ہے۔ پسینہ نکل آتا ہے اور رمضان یعنی دو تپشوں کی حدّت میں قرآن کریم کی عرفانی بارش نازل ہوتی ہے اور وہ رُوح قرار پاتی ہے۔ اُسے آواز آتی ہے کہ اے گوہرِ مقصود جس آتشِ الٰہی میں تُو خود جل رہا ہے اس سوز اور جلن اور تڑپ کو دوسرے سینے میں منتقل کرتا دیپ سے دیپ جلے اور ہدایت کی کئی شمعیں روشن ہوں اور انوارِ قرآنیہ کے انتشار کا موجب ہوں۔ رمضان کے لفظ میں دو قسم کی حرارت مذکور ہے ایک جو نفس کشی اور ریاضتِ عبادت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اور دوسرے جو خدا تعالیٰ سے کامل اتصال اور وصلِ حبیب کے نتیجہ میں معرض وجود میں آتی ہے اور یہی دو امور انسانیت کی معراج ہیں جس کیلئے روزہ بطور زینہ کے ہے اور یہی روزہ کی فرضیت اور حکمت کا فلسفہ ہے۔

روزہ تزکیۂ نفس اور تنویرِ قلب کا ذریعہ ہے اور جزوی طور پر صفاتِ الٰہیہ سے ہمرنگ ہونے کا عکاس ہے اور تجلّیاتِ الٰہیہ کا مورد بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا " الصوم لی وانا اجزی بہ" کہ روزہ میں چونکہ انسان میری خاطر نفسانی خواہشات کی قربانی دیتا ہے اور میرے رنگ میں رنگین ہونے کی سعی کرتا ہے اس لئے میں خود اس کی جزاء بن جاتا ہوں اور اُس کے قریب آ کر پکارتا ہوں "اِنِّیْ قَرِیْبٌ" کہ اے میرے بندے تیری بیقراری کی تو کچھ حیثیت نہیں اس تلملاہٹ اور اضطراب کے سامنے جو میری ذات میں موجزن ہے میرا وجود تو ماہیٔ بے آب کی مثل ہو جاتا ہے اور سالک سے پہلے ہی مضطربانہ انداز میں اپنے پیار اور اپنی چاہت کا دامن پھیلاتے ہوئے اپنی مدھ بھری آواز کی جھنکار فضاؤں میں بکھیرتا ہوں

" الا سائل یسال فیُعطٰی۔ الا مُستَغفِرٌ یَستَغفِرُ فیُغفَرلَہٗ الا تائبٌ
یَتُوبُ فَیَتُوبُ اللہُ عَلَیہِ"

کہ آؤ میرے پاس گناہوں میں لتھڑے ہوئے آؤ۔ تقصیرات سے پُر ہو کر میرے دروازے کے دہلیز کو چھوؤں۔ بُرائیوں سے آلودہ میرے آستانہ پر جھکو میری پیار بھری لمس تمہیں (دیکھیں باقی ص۳۶ پر)

ہر شام تیری صبحوں پہ فدا ہر صبح تیری شاموں پہ نثار

(حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات ماہ جنوری ۱۹۸۶ء)

ملاقاتیں عرصہ زیر رپورٹ میں دُنیا کے متعدد ممالک مثلاً پاکستان، ناروے، امریکہ، تنزانیہ، یوگنڈا، سیرالیون، سعودیہ، روس، نائیجیریا، سپین، جرمنی، فلسطین، کینیا، کینیڈا، سویڈن اور برطانیہ کے ۱۶۵۶ افراد مرد و زن چھوٹوں بڑوں نے اپنے پیارے آقا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ ملاقات پایا۔

دفتری ملاقاتیں دفتری ملاقاتوں میں حسبِ معمول جملہ دفاتر کے انچارج صاحبان، بعض دیگر کارکنان، لندن مشن کے عہدیداران وکلاء اور دیگر جماعتی عہدیداران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر گفت و شنید کرتے رہے۔ اپنے کاموں کی رپورٹ حضور اقدس کی خدمت میں پیش کر کے مزید ہدایات حاصل کرتے رہے۔

خطوط ۲۶ دنوں میں جرمن، فرنچ، ٹرکش، سواحیلی، بنگالی، انڈونیشین، عربی، انگلش، ہندی، سندھی، فارسی اور اُردو میں ۶۵۹۹ خطوط جن میں بعض متعدد صفحات پر مشتمل ہوتے ہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں موصول ہوئے جن میں احبابِ جماعت نے مختلف ممالک سے اپنے دعوت الی اللہ، تربیتی، تعلیمی، کاروباری، عائلی اور طبّی وغیرہ امور کے بارہ میں حضور انور کی خدمت میں تحریر کیا اور حضور کے بابرکت مشورے اور ہدایات حاصل کیں۔

حضور انور نے خطوط کے ملاحظہ کے بعد پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ہدایات دیں اور جوابات لکھوائے، بیماروں اور مریضوں کے لئے ہومیوپیتھک کی ادویات تجویز فرمائیں۔ اسی طرح ہونیوالے اور نو مولود بچوں کے نام بھی تجویز فرمائے۔ ان خطوط کے جوابات تیار ہونے پر حضور انور نے اپنے دستِ مبارک سے ان پر دستخط ثبت فرمائے۔

تاریں

اِس عرصہ میں ۳۸ عدد تاریں بھی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں موصول ہوئیں جن میں سے فوری نوعیت کے امور کے لئے جوابات بھجوائے گئے۔

دفتری ڈاک و رپورٹس

مرکزِ سلسلہ اور دیگر ممالک سے دفتری معاملات اور دیگر مساعی کے بارہ میں ۲۹۵۳ صفحات پر مشتمل رپورٹس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں موصول ہوئیں جن کے ملاحظہ کے بعد متعلقہ دفتر یا مشن کو ہدایات ارشاد فرمائیں اور بعض رپورٹس پر فیصلہ جات صادر فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اندرونِ ملک اور بیرون ممالک میں بھی بعض افراد اور مربّیان سے ٹیلیفون پر رابطہ فرمایا۔

نمازِ جنازہ غائب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ماہِ جنوری ۱۹۸۶ء میں ۱۶ احبابِ جماعت (مرد وزن) کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

بیعت

تقریباً ساڑھے تین سال قبل ایک امریکن نژاد عیسائی مکرم M. HARTEN CRANE لندن مشن ہاؤس میں آئے اور احمدیت قبول کی۔ موصوف پیشہ ور پائیلٹ ہیں اور زندگی کا کافی حصہ سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک میں بھی گزارا۔ حضورِ پُر نور نے شرفِ ملاقات بخشتے ہوئے لمبا وقت دینِ حق کے بنیادی ارکان دینِ حق کی امتیازی خصوصیات کے علاوہ مختلف اوامر و نواہی سے آگاہ فرمایا۔ اسی طرح بعض تربیتی پہلوؤں سے بھی آگاہ فرمایا۔ بعد ازاں مسٹر ایم مارٹن کرین صاحب جتنا عرصہ لندن رہے مشن سے باقاعدہ رابطہ کئے رکھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

(بقیہ صفحہ ۴)

یَا ذَا الَّذِی وَلَدَتْکَ اُمُّکَ بَاکِیًا
وَالنَّاسُ حَوْلَکَ یَضْحَکُوْنَ مَسْرُوْرًا
اِحْرِصْ عَلٰی عَمَلٍ تَکُوْنُ بِہٖ مَتٰی
یَبْکُوْنَ حَوْلَکَ ضَاحِکًا مَسْرُوْرًا

اے شخص تیری ماں نے تجھے اِس حالت میں جنا تھا کہ وہ رو رہی تھی اور لوگ تیری پیدائش پر گھر میں خوش تھے اب ایسے کام کر کہ جب تُو اِس دُنیا سے رخصت ہو تو لوگ رو رہے ہوں اور خوش ہو کہ تُو اس حالت میں دُنیا سے رخصت ہو رہا ہے کہ تجھے خدا کی رضا حاصل ہے۔ تُو نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی احسن طور پر ادائیگی کی۔ تیرا دامن ہر ظلم و خیانت سے پاک ہو۔

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعتِ احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍مارچ ۱۹۸۶ء

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ الاعراف کی آیات نمبر ۱۲۹ اور ۱۳۰ اور سورۃ الانفال کی آیات نمبر ۳۰ اور ۳۱ تلاوت فرمائیں بعد ازاں حضور نے فرمایا کہ گزشتہ جمعہ میں نے احباب کو تقویٰ کی تلقین کی تھی اور آج اس سلسلہ میں مضمون کو آگے بڑھانا تھا لیکن اس دوران پاکستان سے ایک ایسی خبر موصول ہوئی جس کے نتیجہ میں اس مضمون کو آئندہ خطبہ کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔

حضور نے سکھر کیس کی بعض تفصیلات بیان فرمائیں اور بتایا کہ کس طرح معصوم احمدیوں کو علماء کی اشتعال انگیزی کے نتیجہ میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا، ان کی دکانیں لوٹی گئیں، ان کے بیوی بچوں کو گھروں سے نکالا گیا، قیمتی اشیاء غائب کر دی گئیں اور جھوٹا مقدمہ دائر کر کے احمدیوں کو گرفتار کیا گیا اور سراسر غیر منصفانہ فیصلہ سُنایا گیا۔

حضور نے فرمایا.... کہ خدا کی تقدیر کس رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ جو لوگ خدا کی خاطر جان دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ آزمائش میں ڈالے بغیر بھی شہادت بلکہ اس سے اعلیٰ مقام عطا فرما سکتا ہے لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ کی تقدیروں سے راضی رہنے کا فیصلہ پہلے کرنا ہو گا۔ جن لوگوں کے متعلق بھی سزائے موت سُنائی گئی ہے ان سے زیادہ خوش نصیب اِس دَور میں کوئی نہیں ہوسکتا۔ لمبی قید اور تکلیفوں کے بعد ان کو پھر یہ سعادت نصیب ہوئی کہ خدا کی نظر میں وہ ہمیشہ کی زندگی پا جانے والے ہوں

حضور نے پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی کے ایک خط سے ایک دردانگیز اقتباس بھی پڑھ کر سُنایا جو انہوں نے گزشتہ سال ستمبر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں جیل سے تحریر کیا تھا۔

حضور نے تمام احبابِ جماعت کو ان بھائیوں کے لئے، ان کے اہل وعیال اور عزیزوں کے لئے خاص طور پر دُعا کی تحریک فرمائی۔

حضور نے بتایا کہ جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے دُو قسم کا ردِّ عمل ایسے واقعات پر ظاہر

ہوا ہے ایک تو انتہائی کرب اور غم کا ہے دُنیا کے کناروں اور دُور دراز علاقوں میں بسنے والے احمدیوں نے ان فیصلوں پر انتہائی دُکھ اور درد کا اظہار کیا ہے۔ ساری دُنیا میں پھیلی ہوئی جماعت ایک بدن بن چکی ہے۔ دُنیا میں کوئی اَور ایسی جماعت نہیں جس کے ایک کروڑ باشندے خدا کی راہ میں دُکھ اُٹھانے والے اپنے بھائیوں کے لئے اِس قدر شدّت سے بے چین ہوں۔ دوسرا پہلو جو اس سے بھی حسین تر ہے وہ یہ ہے کہ باہر بیٹھے ہوئے اِس بات پر خوش نہیں ہیں کہ وہ آرام میں بیٹھے ہیں اور ان کے بھائی تکلیف میں ہیں بلکہ شدید غم کا اظہار یہ بھی کیا جاتا ہے کہ کاش ان کی جگہ ہم وہاں ہوتے اور وہ ہماری جگہ آزاد پھر رہے ہوتے۔ کاش ہم خدا کی راہ میں چُنے جاتے کہ اس کی رضا کی خاطر دُنیا میں تکلیفیں اُٹھائیں۔

فرمایا: تاریخ عالم میں اِس طرح قوموں کو وسیع پیمانے پر روز روز نہیں آزمایا جاتا اور روز روز قوموں کو یہ توفیق نہیں ملا کرتی کہ خدا کے حضور دُکھ اُٹھانے کی آزمائش میں کامیابی سے گزر جائیں۔ بہت کم قومیں ایسی نظر آئیں گی جو اس شان کے ساتھ امتحان میں پوری اُتری ہوں جس طرح جماعتِ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے۔ بکثرت احمدی ایسے خط لکھ رہے ہیں کہ ان واقعات نے ہماری ہمّتوں کو کمزور کرنے کی بجائے اَور بھی زیادہ مضبوط کر دیا ہے اگر پہلے لوہا تھے تو اب فولاد بن گئے ہیں، اگر پہلے سونا تھے تو اب کندن بن کر نکل رہے ہیں۔ آپ نے جس حالت میں ہمیں چھوڑا تھا جب واپس آئیں گے تو انشاء اللہ اس سے بہتر بہت بہتر حالت میں پائیں گے۔ یہ وہ نظارے ہیں جو آسمان کی آنکھ کم دیکھا کرتی ہے۔ مرنے والے تو روز مرتے ہی چلے جاتے ہیں۔ ہزار قسم کی موتیں ہیں کروڑوں انسان مر رہے ہیں لیکن ان کروڑوں انسانوں کی موت پر آسمان میں کوئی جُنبش نہیں ہوتی۔ وہ چند خوش نصیب جن کو ایسی موت نصیب ہو کہ آسمان لرز اُٹھے ان کی موت سے اور ملائکہ ان پر درود بھیجنے لگیں یہ موتیں قابلِ رحم موتیں نہیں یہ تو قابلِ رشک موتیں ہیں اور جماعتِ احمدیہ اِس مضمون کو خوب سمجھ رہی ہے بحیثیت جماعت آپ قابلِ رشک ہیں یہ دَور جماعت کے لئے سعادتوں کا دَور ہے۔

حضور نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیات کی روشنی میں بتایا کہ پہلی قوموں نے تھوڑی آزمائشوں پر بھی ہمّتیں ہارنی شروع کر دیں اور اس زمانہ کے اولوالعزم انبیاء کو یہ مسئلہ درپیش تھا کہ کس طرح ان کے دلوں کو سہارا دیں۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کے اوپر خدا تعالیٰ نے جو سربراہ مقرر فرمایا ہے اُسے یہ فکر نہیں ہے کہ آپ کے دلوں کو وہ کیسے سہارا دے۔ حیرت انگیز نمونہ ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی یاد تازہ کرنے والا نمونہ ہے۔ پہلے انبیاء کی قوموں نے بھی بڑے اچھے

نمونے دکھائے مگر وہ نصیب نہ ہوسکا جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نصیب ہوسکتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے تربیت اور تزکیۂ نفس کی عظیم الشان قوتیں عطا فرمائی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی بات تو الگ ہے آج بھی وہ قوتِ قدسیہ اسی طرح کارفرما ہے جو وہ صدیاں بھی اس قوت کو کمزور نہیں کرسکیں آج حضرت مسیح موعود کے غلام کے غلام در غلام کو ہر طرف سے یہی پیغام مل رہا ہے کہ ہماری فکر نہ کریں ہم تو اس حسرت میں آنسو بہا رہے ہیں کہ کاش ہمیں یہ سعادت ملتی اور ہم آگے بڑھ کر ان زنجیروں کو چومتے جن میں ہمارے بھائی جکڑے ہوئے ہیں۔

فرمایا جماعتِ احمدیہ پاکستان کو اتنے خوفناک مصائب کا سامنا ہے کہ اگر اپنے نفس کی طاقت کے ذریعہ ان کا مقابلہ کرنا ہوتا تو کبھی کی یہ جماعت ٹوٹ کر پارہ پارہ ہوچکی ہوتی لیکن پاکستان میں جتنے بھی احمدی چھوٹے بڑے، مرد عورتیں موجود ہیں ان میں سے ہر ایک میں خدا کا یہ فضل سرایت کرچکا ہے اور ایک نئی روحانی تخلیق ان احمدیوں کے اذہان پر جاری ہے۔ تاریخ میں اتنے وسیع پیمانے پر اس طرح روحانی تخلیق تو بہت کم دکھائی دیتی ہے اس لئے اس سعادت کا خیال کرکے خدا تعالیٰ کی حمد اور شکر سے غافل نہ رہیں اور اس سے دعائیں کرتے رہیں۔

فرمایا مخالفوں کے سینے کے اور بُغض ابھی مخفی ہیں اور باہر آنے کے لئے زور مار رہے ہیں اس لئے اس دعا سے غافل نہ رہیں ربّنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبّت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

حضور نے پاکستان کے لئے بھی خاص دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ فرمایا: جیسا بڑا کوئی ظلم کرنے والا ہو اتنی ہی اس کی نحوست کا سایہ بڑا ہوا کرتا ہے اور بسا اوقات اس کی نحوست ساری قوم کو لپیٹ لیا کرتی ہے۔ قرآن کریم فرعون کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فرعون نے اپنی ساری قوم کو آگ کا مُنہ دکھا دیا اور ان کو آگ کے گھاٹ میں لے اُترا۔ دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ قوم کو نحوست سے بچائے اور سعید فطرت لوگوں کو ہدایت بخشے اور جو خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم ٹھہرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی تقدیر پکڑے اور عبرت کا نشانہ بناوے۔

حضور نے پاکستان سے باہر کے احمدیوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اگرچہ پاکستان ان کا وطن نہیں لیکن حُبّ الایمان کا تقاضا ہے کہ وہ پاکستان کے لئے دعا کریں۔ ایک لمبا عرصہ پاکستان کے بسنے والے احمدیوں نے اسلام کے نور کو دُنیا میں پھیلایا ہے اور ساری دُنیا کے باشندوں کو امامِ وقت سے روشناس کروایا ہے۔ سب سے زیادہ واقفین اور قربانیاں کرنے والے پیدا کئے ہیں۔ پاکستان ہی سے وہ جیالے اُٹھے تھے

جنہوں نے دُنیا کے کونے کونے میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا پیغام پہنچایا اور خدا تعالیٰ کی توحید کے گیت گائے۔

حضور نے فرمایا کہ مجھے اس ملک سے دوہری محبّت ہے اِس لئے بھی کہ یہ ہمارا وطن ہے اور اِس لئے بھی کہ اس وطن میں شرافت آج بھی زندہ ہے۔ کثرت سے غیر احمدی اس معاملہ میں آج کے زمانہ میں احمدیت کی تائید کر رہے ہیں۔ عوام الناس میں دین سے محبت کی رمقیں باقی ہیں۔ ہر جگہ خیالات میں تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ فرمایا اِس لئے بڑے زور کے ساتھ مَیں بار بار آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ دعا کریں اس ملک کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اکثریت کو اپنے عذاب اور اپنی ناراضگی سے بچالے اور ہدایت عطا فرمائے اور توفیق عطا فرمائے کہ آج جو حضرت مسیح موعود کو گالیاں دینے والے ہیں اُن سے اور اُن کی اولادوں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو حضرت مسیح موعود کی عزت و ناموس کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دینے کے لئے تیار ہوں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ر مارچ ۱۹۸۶ء

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا کہ جب سے ساہیوال اور سکھر کے مقدمات کا فیصلہ سُنایا گیا ہے جماعت کی طرف سے جو خطوط مل رہے ہیں ان میں اکثر میں اِس بارے میں بے چینی کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اپنے اپنے اندازِ بیان کے مطابق وہ اپنے درد کا اظہار بھی کرتے ہیں اور دعاؤں کا ذکر بھی کرتے ہیں اور بعض خطوں میں یہ بھی تحریک ہوتی ہے کہ جو ممکن کوشش ہو کرنی چاہیئے۔ اکثر ایسے خط ہوتے ہیں جن میں نظامِ جماعت پر اطمینان کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں علم ہے کہ ہم سے بہتر نظامِ جماعت کو اُن کا اور اُن کے اہلِ خاندان کا فکر ہوگا۔ ہمیں پورا اطمینان ہے کہ جو کوشش بھی انسانی حد تک ممکن ہے وہ اُن کے لئے کی جا رہی ہوگی۔ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر ہیں جنہیں نظامِ جماعت پر کامل اعتماد ہے لیکن کچھ لوگ اپنی بے چینی کے اظہار میں اس معیار پر پورے نہیں اُترتے بعض کے مطالبے آتے ہیں کہ ہمیں بتایا جائے کہ جماعت کیا کر رہی ہے فرمایا ان لوگوں کے خطوں میں ایمان میں کمی کی بُو آتی ہے، جو اُن کا مقام ہے اس سے بڑھ کر باتیں کرنے والے دکھائی دیتے ہیں۔ حضور نے بتایا کہ جہاں تک اسیران کے قریبی عزیزوں کا تعلق ہے وہ پہلے گروہ سے بھی زیادہ ایمان اور تقویٰ کا عظیم الشان اظہار کر رہے ہیں۔ انہیں دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ "لسّابِقُونَ الْاَوَّلُوْنَ" ان لوگوں کو کہتے ہیں۔ اور وہ جن پر خدا کی خاطر، خدا کے نام

پر مصائب توڑے جارہے ہیں اور وہ جو اُن کے قریب ترین ہیں اُن کے صبر وثبات کے، تقویٰ کے، توکّل کے اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے کے نمونے ایسے عظیم الشان ہیں کہ وہ ہمیشہ تاریخ احمدیت میں سنہری حروف میں لکھے جائیں گے۔ ہمیشہ آنے والی نسلیں ان کو دعائیں دیں گی اور رشک کریں گی اُن کے خلوص اور اُن کے تقویٰ پر۔

حضور نے فرمایا: قربانی کے لئے چُنا جانا بھی ایک انعام اور بڑی سعادت ہے۔ خدا تعالیٰ جب کسی کو قربانی کے لئے چُنتا ہے تو اُس میں یا اُس کے خاندان میں ضرور کوئی بات وہ دیکھتا ہے۔ انکے اندر تقویٰ کی کوئی ایسی رُوح نظر آتی ہے، کوئی ایسی قربانی کی تمنّا دکھائی دیتی ہے جس کی وجہ سے ان کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ فرمایا: اِس کا یہ مطلب نہیں کہ جن سے قربانی نہیں لی جارہی جو جماعت کی بھاری اکثریت قربانی دینے کے لئے تیار بیٹھی ہے اُن میں کوئی نقص ہے۔ ہرگز یہ مطلب نہیں صرف یہ مطلب ہے کہ جب خدا کی نظر کسی کو چُنتی ہے تو اُس کی سعادت کُھل کر سامنے آجاتی ہے اور چمک اُٹھتی ہے اور سعادت کے بغیر خدا کی نظر کسی کو نہیں چُنتی۔ قرآن کریم کہتا ہے مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ کہ جن کو ہم نے قربانی کے لئے چُن لیا ہے صرف وہی نہیں ہیں جو میری نظر میں عزیز ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو انتظار میں بیٹھے ہیں اور وہ انتظار میں بیٹھے رہنے والے بھی میری محبّت اور پیار کی نظر کے نیچے ہیں۔ حضور نے بعض راہِ مولیٰ میں دُکھ اُٹھانے والوں اور اُن کے اعزّہ اور اقرباء کے خطوط کے چند اقتباسات پڑھ کر سُنائے اور بتایا کہ کس طرح خدا کی راہ میں عزم اور حوصلے کے ساتھ قربانیاں دی جاتی ہیں۔

سکھر جیل میں ہمارے دو بھائی مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی اور رفیع احمد صاحب قریشی قید ہیں حضور نے پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی کے چار مارچ کے خط کا ایک اقتباس پڑھ کر سُنایا۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا کہ حضور ہماری جانیں، مال، عزّت، اولاد، آبرو سب خدا کے حضور حاضر ہیں صرف وہی راضی ہو جائے۔ ظالم جتنا چاہے ظلم کرلے، تختۂ دار پر بے گناہ لٹکا دے ہماری مسکراہٹ اللہ کی رضا کی خاطر قائم رہے گی اور خدا اور قرآن کی جھوٹی قسمیں کھا کھا کر دروغ گوئی سے کام لینے والوں کو دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوں گے۔

اسی طرح حضور نے پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی کے بیٹے کے تحریر کردہ خط سے ایک اقتباس سُنایا جس میں انہوں نے اپنے والد اور چچا کے عزم اور حوصلے کا ذکر کیا ہے۔ اِس نوجوان نے یہ بھی لکھا کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں تکلیف دے کر ہمارا ایمان خرید لیں گے۔ خدا کی قسم یہ لوگ اگر ہم سب کو

پھانسی دے دیں تو بھی ہم لوگ اُف نہیں کریں گے۔ حضور نے ساہیوال کیس میں راہِ مولیٰ کے ایک اور اسیر محمد الیاس منیر کی ہمشیرہ اور والد کے خطوط کے بھی بعض اقتباسات پڑھ کر سُنائے جن سے اُن کا صبر اور حوصلہ اور قربانی اور صدق و وفا نمایاں ہیں۔ مکرم محمد الیاس منیر صاحب کے والد مکرم محمد اسمٰعیل منیر صاحب واقفِ زندگی ہیں حضور کی خدمت میں ایک خط میں انہوں نے تحریر کیا کہ ہمیں خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے فضل سے ہمارے خاندان کو بھی ایک اہم قربانی کے پیش کرنے کے لئے چُن لیا ہے اللہ تعالیٰ مزید فضل فرمائے اور پوری بشاشت سے اسے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمارے رب کے ہاں بھی مقبول ہو۔ انہوں نے اپنے خط میں ہر قسم کی قربانیوں کے لئے ہر دم تیار رہنے کے عزم کا اظہار کیا اور الیاس منیر صاحب کی اہلیہ اور بچوں کے صبر اور استقامت کا ذکر کیا ہے۔ اِسی طرح اسیرانِ راہِ مولےٰ ساہیوال کے بلند حوصلے اور بشاشت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ فیصلے کے بعد جب اعزّہ اُن سے ملاقات کرنے گئے تو انہوں نے ملاقات کرنے والوں کے حوصلے بڑھائے۔ محمد اسمٰعیل منیر صاحب اسیران کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح افعل ما تؤمر ستجدنی انشاء اللہ من الصّٰبرین کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی خواہش کے مطابق حضرت عبداللطیف شہید جیسی استقامت عطا فرمائے۔

پھر حضور نے محمد الیاس منیر صاحب کے خط سے اقتباس پڑھ کر سُنایا جس میں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ جب فیصلہ سُنایا گیا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے تسکین میرے سارے جسم میں بھر دی گئی ہے بے اختیار الحمد للہ کے کلمات مُنہ سے نکلے اور یوں لگا جیسے سارے بوجھ اُتر گئے ہیں۔ اِرد گرد سخت افسوس کا ماحول تھا۔ ہم خوش ہو رہے تھے۔ دیکھنے والے ہمیں خوش ہوتے ہوئے دیکھ کر حیران بھی ہو رہے ہوں گے مگر ہم تو افسانہ بنی ہوئی تاریخ کو زندہ کر رہے تھے۔ پھر وہ لکھتے ہیں: پیارے آقا! ہم جو خادم کے عہد میں جان کے قربان کرنے کا وعدہ کیا کرتے تھے آج وقت آیا ہے اسی وعدے کو نبھانے کا بیشک ہم بہت کمزور ہیں اور گناہگار ہیں لیکن آج جب ہمارے مولیٰ نے اسلام کے احیاءِ نو کے لئے ہمیں چُنا ہے تو ہم اپنی پوری ہمّت اور طاقت کے ساتھ لبّیک لبّیک کہتے ہوئے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر رہیں گے۔ انشاءاللہ العزیز۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارے ایک وجود کے بدلے میں ہزاروں لاکھوں وجودوں کو زندگی ملے گی جو قیامت تک دشمنوں کے لئے جلن اور سخت سوزش کا موجب بنی رہے گی۔ حضور نے فرمایا یہ وہ خوش نصیب ہیں جنہیں خدا نے ابدی زندگی کے لئے چُن لیا ہے۔ جو خود بھی مبارک بنائے جاتے ہیں اور جن کے وجود اپنے ماحول کو بھی مبارک کر دیتے ہیں۔ جن کے خاندانوں پر نسلاً بعد نسلٍ اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ یہ وہ

خوش نصیب ہیں جو کامل طور پر راضیۃً مرضیّۃً کی حیثیت سے جب بھی خدا ان کو بُلاتا ہے خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں اِس لئے جماعتِ احمدیہ کو ان کو ہمیشہ خالص دعاؤں میں یاد رکھنا چاہیئے اور ان کی اولادوں کو بھی اولاد در اولاد کو بھی۔ جہاں تک جماعت کو توفیق ہے لازماً وہ ان کے تمام پسماندگان کا بہترین خیال رکھے گی۔

فرمایا مَیں جماعت کو یہ بھی تسلّی دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ میں کوئی بھی خدا کی راہ میں مارا جانے والا ہرگز یہ وہم لے کر یہاں سے رُخصت نہیں ہوتا کہ میرے بیوی بچّوں کا کیا بنے گا۔ جماعتِ احمدیہ میں ایسے لوگوں کے بچّے یتیم نہیں ہُوا کرتے۔ یہ ایک زندہ جماعت ہے اور ناممکن ہے کہ جماعت اپنے قربانی کرنے والوں کے اہل وعیال کو اور ان کے حقوق کو بھول جائے۔ الٰہی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اِس بات میں ہے کہ ان کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے۔ اور یہ حقیقت کھُلی کھُلی ہر ایک کے پیشِ نظر رہے کہ ہم بطور جماعت کے زندہ ہیں اور بطور جماعت کے ہمارے سب دُکھ اجتماعی حیثیت رکھتے ہیں۔ فرمایا: بعض دوستوں کی طرف سے بار بار یہ اصرار ہوتا رہا ہے کہ قربانی دینے والوں کے لئے ایک مستقل فنڈ اکٹھا ہونا چاہیئے۔ پہلے تو میری طبیعت میں تردّد رہا اِس خیال سے کہ یہ تو اُن کے حقوق ہیں اور جماعت کی جو بھی آمد ہے اس میں اوّلین حق ان لوگوں کا شامل ہے اِس لئے الگ تحریک کرنے سے انہیں جذباتی تکلیف نہ ہو۔ دعا بھی کرتا رہا، مگر اب مجھے اِس بارے میں شرحِ صدر ہو گیا ہے کیونکہ یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصّہ لے گا وہ اعزاز سمجھے گا اِس بات کو کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہیئے تھی اتنی نہیں تو ایک بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے اور اِس لئے کہ بہت سے لوگوں کی طرف سے بے اختیار بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم بے چَین ہیں ہم کِسی رنگ میں خدمت کرنا چاہتے ہیں، ہمیں موقع دیا جائے۔ اِس لئے آج مَیں اِس تحریک کا اعلان کرتا ہوں

حضور نے اِس تحریک میں حصّہ لینے والوں کے متعلق فرمایا: پوری طرح شرحِ صدر اور محبّت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے گا ادنیٰ سا بھی تردّد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیّت کی تحریک ہے جس میں بشاشتِ طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بیقرار تمنّا اُٹھ رہی ہے۔ یہ خواہش پیدا ہو رہی ہے کہ مَیں اس میں شامل ہوں۔ آج ایک آنہ بھی جس کو توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہوگی اِس لئے مَیں اِس تحریک کا اعلان کرتا ہوں۔

حضور نے ایک دفعہ پھر دعاؤں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ دعائیں کرنا، دعاؤں میں گریہ وزاری کرنا، اپنے پیاروں کی یاد سے دل کو نرم پانا اللہ کی رحمت ہے۔ یہ دل کے درد اپنے پیاروں کے لئے

ہیں۔ جہاں تک دشمنوں کا تعلق ہے ان کے لئے یہی پیغام ہے کہ جتنی ٹھوکریں تم ہمیں لگاؤ گے خدا کی قسم پہلے سے بڑھ کر زیادہ طاقتور اور صاحبِ عزم ہوتے چلے جائیں گے۔ جتنا تم ہمیں دبانے کی کوشش کرو گے پہلے سے سینکڑوں گنا طاقت کے ساتھ ہم اُبھریں گے۔ تم یہ حسد کرتے ہو کہ ہمارا مقام ہمالہ کی چوٹیوں تک پہنچ گیا ہے تو ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اس مقام سے گرانے کی کوشش کرو گے تو ہم ثریا سے باتیں کرنے لگیں گے۔ اور بلند تر مرتبے اور بلند تر مقام پر جماعت کا قدم اُوپر سے اُوپر بڑھتا چلا جائے گا۔

۱۵ر مارچ کو حضور ایدہ اللہ نے اِس فنڈ کا نام "سیدنا بلال فنڈ" رکھا ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ر مارچ ۱۹۸۶ء

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۱۰۱ قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ..... سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۲۱ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ اور سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۳۰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا تلاوت فرمائیں۔

بعد ازاں حضور نے فرمایا کہ جماعت اِس زمانے میں عظیم الشان ابتلاء کے دَور سے گذر رہی ہے۔ اگرچہ دُکھوں کے اِس دَور سے مومن کو لازماً گذرنا ہوتا ہے لیکن یہ دَور بہت ہی عظیم الشان دَور ہوتا ہے چونکہ یہ نہ ختم ہونے والی عظیم الشان سعادتیں اور برکتیں پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

فرمایا: اِس دَور میں جہاں تک درد کی مختلف لہروں کا تعلق ہے گذشتہ دنوں جو ہمارے بہت ہی پیارے بھائیوں کے خلاف دردناک سزاؤں کا اعلان کیا گیا اس درد کی سب لہروں سے بڑھ کر اس درد کی لہر نے جماعت کو مغلوب کیا ہے اور اس کثرت کے ساتھ سب دُنیا سے درد کا اظہار ہو رہا ہے کہ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس سارے دَور میں چند بھائیوں کے دُکھ کی خاطر اتنی عظیم تعداد میں انسانوں کے دِل نہیں دُکھے ہوں گے۔

فرمایا: درد بھی ایک قوّت ہوتا ہے اور اس قوّت کو آپ جس طرح چاہیں استعمال کریں جس قسم کے خیالات اور جس قسم کے اعمال پیدا کرنا چاہیں اس قوّت کے نتیجے میں پیدا بھی کر سکتے ہیں۔ آج جبکہ مختلف قلوب اور ذہنوں کے پیمانوں میں یہ درد ڈھل رہا ہے اور مختلف خیالات اور مختلف جذبات پیدا ہو رہے ہیں اور ان کے نتیجہ میں اعمال بھی مختلف ظہور میں آ رہے ہیں۔

فرمایا کہ یہ درست ہے کہ خدا تعالیٰ الٰہی جماعتوں سے عددی غلبہ کے وعدے بھی فرماتا ہے اور

عددی کثرت بھی عطا فرماتا ہے لیکن خدا کے نزدیک عدد کی بجائے کیفیت کی قیمت ہے اور اس کیفیت کی قیمت کا یہ حال ہے کہ بعض اوقات چند کی خاطر، بعض دفعہ ایک وجود کی خاطر کُل عالَم کو بھی ہلاک کر دے تو خدا تعالیٰ کی اقدار کے پیمانوں کے لحاظ سے یہ فیصلہ بالکل درست ہوگا۔

فرمایا: جو آیات آغاز میں مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں یہی مضمون بیان ہؤا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خبیث یعنی گندا اور ناپاک ہرگز طیّب یعنی پاکیزہ کے برابر نہیں ہو سکتا خواہ اے مخاطب! تجھے خبیث کی تعداد کی کثرت اچھی بھی لگے پس اپنی قدر و قیمت کے بڑھانے کی طرف توجہ کرو، اللہ کے تقویٰ کو بڑھاؤ تقویٰ خدا کو پیارا ہے۔ تقویٰ ہی ہے جس کے مقابل پر ہر دوسری چیز خدا کی نظروں میں ہیچ ہے۔ پس وہ احمدی احباب جن کے دل میں بار بار یہ خواہش پیدا ہو رہی ہے کہ ہمیں عددی کثرت جلد نصیب ہو جائے ان کو میرا یہ پیغام ہے کہ عددی اکثریت کی بجائے اپنے معیارِ تقویٰ کو بڑھانے کی طرف توجہ کریں۔

قرآن کریم غلبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے لیظھرہٗ علی الدّین کلّہٖ کہ وہ اسے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو غالب کرے اور آپ کے غلبہ سے مراد عددی اکثریت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ہے کہ ہر حُسن کو، ہر خوبی کو، ہر پاکیزگی کو، ہر صفتِ باری تعالیٰ کو دُنیا پر غالب کرے۔ پس اگر اِس طرح احمدیت نے بڑھنا ہے کہ نورِ مصطفوی پھیل جائے تو یہ تمنّا ایک پاکیزہ تمنّا ہے اور قرآن کریم کے مطابق ہے۔

دوسری بات یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ اگر تمہیں اچھی بات پہنچتی ہو تو تمہارے دشمن بہت تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ ہاں اگر تکلیف کی بات پہنچ جائے تو اس پر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اگر تم ان کے شر سے بچنا چاہتے ہو تو صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ مومن کے یہ دو ہتھیار ہیں جن کے ذریعہ وہ غیر کے شر سے بچ سکتا ہے۔ اس کے بعد خدا یہ وعدہ فرماتا ہے کہ ہرگز ان کی کوئی شرارت، کوئی سکیم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ اللہ ان کا گھیرا کئے ہوئے ہے۔ فرمایا: شر سے بچنے کی دو طرح سے تدبیریں کی جاتی ہیں بعض دفعہ لوگ قلعہ بند ہو جاتے ہیں اور ان کی حفاظت کی دیواریں ان کو گھیرے میں لے لیتی ہیں۔ عام طور پر کمزور جب بچتے ہیں تو اسی طرح بچتے ہیں۔ دوسری اس کے برعکس یہ تدبیر ہوتی ہے کہ شرارت کو گھیرے میں لے لیا جائے۔ غالب قومیں اور فہم رکھنے والی قومیں اِس نتیجہ پر پہنچتی ہیں کہ اس سے پہلے کہ بدی سے مغلوب ہو جاؤ بدی کو گھیرے میں لے لو حفظِ ما تقدّم کے طور پر اس سے بہتر اور یقینی طور پر کام کرنے والی کوئی تدبیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنّ اللہ بما یعملون محیط تمہیں وہ گھیرے میں کیا لیں گے ہم ان کو، ان کے ہر عمل کو گھیرے میں لئے بیٹھے ہیں۔ پھر محیط کے ایک معنی ہیں پارہ پارہ کرنے والا۔

صرف ان کی ہر تدبیر کو ہی گھیرے میں نہیں لئے ہوئے بلکہ وہ ان کی ہر تدبیر کو پارہ پارہ کرنے والا ہے۔ پس قرآن کریم فرماتا ہے کہ کثرت کی تمنا نہ کرو بلکہ یہ تمنا کرو کہ تقویٰ غالب آئے، نیکی غالب آئے اور تمام دُنیا میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ہو۔ پھر تیسری جگہ اس مضمون کو اَور آگے بڑھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰاَیّھا الّذین اٰمنوا ان تتّقوا اللّٰہ یجعل لکم فرقاناً اس میں بعض توہمات کا ازالہ فرمایا گیا ہے جب مومنوں کو تقویٰ بڑھانے کی تلقین کی جاتی ہے تو طبعاً دل میں خیال آتا ہے کہ دشمن کو ہمارے دِل کے تقویٰ کا کیا پتہ؟ گو ہم اس خیال سے کہ ہمیں تقویٰ نصیب ہوگیا ہے اندرونی طور پر فتح کے شادیانے بجا رہے ہوں گے مگر دشمن ہمارے حال سے غافل، تمسخر کرتا ہوا یہاں سے جائے گا۔ اُسے اپنی شکست کا کوئی احساس نہیں ہوگا اس لئے ایسی فتح عظیم بھی ہو تو لذّت بخش اور تسکین بخش نہیں ہوسکتی۔ اس وہم کے ازالہ کے لئے فرماتا ہے کہ اگر تم خدا کا تقویٰ اختیار کرو تو وہ تمہیں نمایاں، چمکنے والا امتیازی نشان دے گا۔ یہ فکر مت کرو کہ تمہاری اندرونی تبدیلی کے نشان کو غیر نہیں دیکھیں گے۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہارے اندر بھی تبدیلی پیدا کرے گی اور آفاق میں بھی نشان ظاہر کرے گی یہ تمام دُنیا کو نظر آئے گا۔ وہ یہ نشان محض تماشہ بینی کے لئے نہیں ظاہر فرماتا بلکہ اس کا اصل فائدہ یہ ہوگا کہ تمہاری بُرائیاں دُور ہو رہی ہوں گی وہ تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ عظیم الشان فضلوں والا ہے۔ ابتلاء کا نتیجہ، اگر صبر اور تقویٰ اختیار کیا جائے تو ذوالفضل العظیم خدا کی رحمتوں کے نیچے آنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور فرمودات حضرت مسیح موعود کی روشنی میں تقویٰ کی حقیقت اور اس کے تقاضوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ تقویٰ محض خدا کے فرضی خوف کا نام نہیں تقویٰ کوئی ایسی چیز نہیں جو دل میں چُھپا رہتا ہے اور ظاہر نہیں ہوتا۔ تقویٰ ایسا ہے جو اپنوں کو بھی نظر آتا ہے اور غیروں کو بھی نظر آتا ہے۔

فرمایا: اس دَور میں سب سے بڑا مالِ غنیمت اور سب سے بڑی فتح جو آپ حاصل کرسکتے ہیں وہ مالِ غنیمت تقویٰ کا مالِ غنیمت ہے اور وہ فتح اپنے دل کی، اپنے نفس کی فتح ہے اور یہی اندرونی فتح ہے جو بیرونی فتح پر منتج ہُوا کرتی ہے اور یہی اندرونی غلبہ ہے جو بیرونی غلبوں میں تبدیل ہُوا کرتا ہے۔ اب وہ جو سچّے دل سے اپنے بھائیوں کی تکلیف میں رو رہے ہیں اور دُکھ محسوس کر رہے ہیں اگر اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتے اپنی رَوِش میں نمایاں فرق پیدا نہیں کرتے تو وہ آنسو بھی جھوٹے ہیں اور وہ درد بھی جھوٹے ہیں۔ پس اس صورتِ حال سے دوہرا فائدہ اُٹھائیں اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی ہمیشہ باقی رہنے والی پیدا کریں اس کے نتیجہ میں بیرونی فتوحات بھی ملیں گی اور وہ فتوحات محض عددی غلبہ کی نہیں ہوں گی بلکہ محمد مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کی ہوں گی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ظاہری شادیانوں کے مقابل پر نفسِ مطمئنہ کی فتح کے شادیانے بہت زیادہ غالب اور قوت والے ہوسکتے ہیں۔ اگر یہ دَور آپ کو تقویٰ کا نور عطا کر دے تو یہ وہ پھلجڑیاں ہیں جن کے مقابل پر اور کوئی پھلجڑی نہیں۔ آپ کے دل میں اگر نور کے سوتے پھوٹنے لگیں۔ آپ کے دل میں اگر تقویٰ کی وہ پھلجڑیاں جلیں جن سے نور کے رقص آپ کے سینوں میں دکھائی دیں جن میں چاندنی تھرکتی ہوئی دکھائی دے جن میں اللہ کا پیار رقصاں ہو اور خدا کی محبت کے نغموں کی آوازیں پھوٹ رہی ہوں۔ ان جلووں کی تمنا کیوں نہیں کرتے؟ ان رقص و سرود کے پیچھے کیوں نہیں بھاگتے؟ کیوں ان غلبوں کے نغموں کے لئے آپ کے کان نہیں ترستے؟ یہ وہ غلبے ہیں جو حقیقی غلبے ہیں۔ دائمی غلبے ہیں جو اِس دُنیا میں آپ کو پیچھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے بلکہ آپ کے ساتھ اُس دُنیا میں بھی جائیں گے بلکہ آپ کے آگے بھاگیں گے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ مارچ ۱۹۸۶ء

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۵۵ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۗ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ تلاوت فرمائی۔

حضور نے فرمایا کہ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ نصیحت فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جب نہ تو کوئی سَودا بازی ہوگی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش چلے گی تم اللہ کی راہ میں جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔

فرمایا: اِس آیت میں جو سَودا بازی والا حصّہ ہے اس کے سمجھنے میں کچھ مشکلات پیش آتی ہیں۔ دوسری جگہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس دن سے ڈرو جس دن تمہارے گناہوں کے بدلہ میں کوئی بھی اس کے برابر وزن کا مال قبول نہیں کیا جائے گا یعنی تم اموال دے کر اس کے بدلہ میں اپنی جانوں کو چھڑا نہیں سکو گے۔

ایک اَور جگہ فرمایا اگر پہاڑوں کے برابر سونا بھی پیش کرو تو وہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔
اس سے دو باتیں ذہن میں اُبھرتی ہیں اوّل یہ کہ مرنے کے بعد تو انسان مادی دُنیا کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور کچھ بھی یہاں سے وہاں منتقل نہیں ہوسکتا اِس لئے سَودا بازی یا کچھ پیش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسرے قرآن کریم فرماتا ہے کہ یَوْمُ الدِّیْن تو وہ دن ہے کہ یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ جب تمام کائنات، تمام ملکیت کُلیۃً اپنے مالک کی طرف لوٹ چکی ہوگی نہ کوئی اپنے نفس کے لئے کسی چیز کا مالک ہوگا نہ کسی دوسرے کے لئے مالک ہوگا۔ اس کے بعد سودا بازی یا عدل یا معاوضے وغیرہ کی ساری باتیں بظاہر بے تعلق سی دکھائی دینے لگتی ہیں۔

فرمایا: دُنیا میں دو قسم کی مالی قربانی دی جاتی ہے اوّل وہ مالی قربانی جو خالصتاً للہ دی جاتی ہے اور تقویٰ پر مبنی ہوتی ہے۔ اس کے متعلق الٰہی قانون یہ ہے کہ تھوڑی بھی ہو تو خدا کی نظر میں بے شمار کے طور پر مقبول ہوگی۔ دوسری مالی قربانی وہ ہے جو دُنیا کے دکھاوے کے لئے یا دیگر اغراض کی خاطر کی جاتی ہے وہ پہاڑوں کے برابر بھی ہو تو وہ قبول نہیں کی جائے گی اور رَدّ ہوگی۔

اِس آیت میں اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا کہ تم نے سونے کے پہاڑوں کے برابر اس کی راہ میں خرچ کیا۔ اگر کسی دکھاوے یا تقویٰ کی کمزوری یا کسی اندرونی گناہ کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو دُنیا میں وہ مال قبول نہ ہُوا تو آخرت میں بھی تمہارے حصّہ میں کچھ نہیں لکھا جائے گا۔ اس وقت خدا کے سامنے اپنی مالی قربانیاں پیش کرنا کہ فلاں گناہ کے بدلہ یہ قربانیاں قبول فرما اور مجھے بخش دے یہ خیال یہ وہم رَدّ کر دیا جائے گا۔ ایک تو اِس کا یہ معنٰی ہے دوسرا معنٰی اس کا یہ ہے کہ مرنے کے بعد جب انسان کا دارالعمل سے تعلق کٹ جاتا ہے تو اکثر صورتوں میں اس کی طرف سے وہ قربانی پیش نہیں کی جا سکتی جو اُس نے خود دُنیا میں پیش نہیں کی تھی۔ اس مضمون کو اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھول دیا ہے۔ ایک دفعہ آپؐ کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ! میری والدہ جب زندہ تھیں تو یہ یہ نیک خرچ کرنے کی تمنّا رکھتی تھیں۔ نذر باندھے ہوئے تھیں لیکن پیشتر اس کے کہ اس کی یہ خواہش پوری ہوتی خدا نے اُسے واپس بُلا لیا۔ اب کیا یہ ممکن ہے کہ مَیں اس خواہش کو اس کے مرنے کے بعد پورا کروں اور اس کے نام پر صدقات دیتا رہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درست ہے تم ایسا کر سکتے ہو۔ اسی طرح اَور بھی مختلف شکلوں میں یہ روایت آتی ہے۔ اِس سے قطعی طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ نیکی جو انسان زندگی میں کرتا رہا ہو خصوصاً مالی قربانی اور اس کی حسرت پوری نہ ہوئی ہو وہ اور دینا چاہتا ہو اس کی اولاد جب اس کے نام پر اس کی طرف سے مرنے کے بعد بھی دے گی تو خدا تعالیٰ اُسے پہنچا دے گا۔ لیکن جو شخص دُنیا میں نادہند ہو۔ دُنیا میں خدا کے مال کھاتا ہو یا بنی نوع انسان کے مال کھاتا ہو اس کے مرنے کے بعد اگر اولاد کے دل میں یہ وہم پیدا ہو جائے کہ وہ اس کی

طرف سے کروڑوں روپیہ دے کر خدا سے اس کی گردن چھڑا لیں گے تو یہ محض وہم ہے۔
فرمایا ہمیں اپنے چندوں کو نکھارنے کے لئے دو بہت ہی اہم گُر ملتے ہیں اوّل اپنے نفس کو خوب کھنگال کر غیر اللہ سے پاک کر کے مال خدا کے حضور پیش کریں۔ کسی قسم کا دھوکا نہ ہو۔ تقویٰ سے گری ہوئی کوئی بات نہ ہو۔ صرف مال خرچ کرنا کافی نہیں مال کو صاف و پاک نیتوں کے ساتھ خرچ کرنا ضروری ہے اور اگر ایسی نیکیاں آپ کرتے ہیں جن کی نیکیاں کرتے کرتے آپ حسرت لے کر اٹھ جاتے ہیں اگر اولاد اس نیت سے انہیں جاری رکھے کہ ہمارے والدین کے دل میں حسرت رہ گئی تھی تو قیامت تک وہ خزانے آپ کے لئے جمع ہوتے رہیں گے۔
حضور نے فرمایا کہ ان دو رہنما اصولوں کے تابع ہمیں مالی امور سے تعلق رکھنے والے انتظامی معاملات کو کھنگالنا ہوگا اور انہی کے تابع اپنے مالوں کو دینا ہوگا۔
حضور نے آج کے خطبہ میں بالخصوص نظامِ وصیت سے تعلق رکھنے والے مختلف مالی امور کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مَیں موصیان کو نصیحت کرتا ہوں کہ ابھی وقت ہے زندگی میں خدا تعالیٰ سے اپنے معاملات کو درست کر لینے کا۔ اگر اس دور میں آپ نے اپنے معاملات درست نہ کئے یا بعض باتیں مخفی رکھیں کسی پہلو سے بھی آپ تقویٰ کے معیار پر پورا نہ اترے تو پھر یہ وہم اور گمان دل سے نکال دیں کہ قیامت کے دن آپ اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے بدلے اِس دُنیا کی مالی قربانیاں پیش کریں گے یہاں کھاتے میں جو کچھ مرضی لکھا ہوا ہو یہ دفتر وصیت کا کھاتہ وہاں منتقل نہیں ہوگا وہاں تو کراماً کاتبین کے کھاتے اَور ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وہ گُر سیکھے ہیں کہ کسی کی قربانی کو کہ جس کے پیچھے ایک خاص رُوح تھی کتنا بڑھا کر لکھنا ہے اور کسی کی قربانی کو کتنا کم دکھا کر لکھنا ہے یا بالکل صفحۂ ہستی سے ملیامیٹ کر دینا ہے۔
حضور نے وصیت کے مالی پہلو سے متعلق مختلف نقائص اور خرابیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے مثالوں سے انہیں واضح فرمایا اور بتایا کہ بعض لوگ دُنیا کے قانون سے استفادہ کی خاطر تقویٰ کے معیار سے ہٹ جاتے ہیں لیکن خدا کے قانون کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا وہ دُنیا کے قانون کے تابع نہیں ہے وہ الگ معاملہ کرے گا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں مالی معاملات میں خدا تعالیٰ سے بددیانتی کر رہا تھا چھپا رہا تھا جو خدا نے اسے دیا تھا اس سے کم ظاہر کرتا تھا واپسی کے وقت۔ تو پھر یہ بحث ہی نہیں ہے کہ اس نے روپیہ دیا یا نہیں دیا اس کی وصیت منسوخ ہونی چاہیئے۔ جب ایسے لوگوں کی وصیت منسوخ کی جاتی ہے تو پھر شور اُٹھتا ہے کہ بڑا ظلم ہو رہا ہے جماعت

ہیں۔ ساری عمر اس نے اتنا دیا اب فلاں اس کی ایک جائیداد تھی اس کی وجہ سے اتنا جھگڑا کھڑا کر دیا گیا تو یہ بد دیانتی ایک تو اس دُنیا میں نقصان کا موجب بن گئی کہ اس نے اولاد کو ضائع کر دیا۔ رشتہ داروں کے ایمان کو ہلاک کر دیا اس لئے تقویٰ اختیار کرو اور ہر دینی نقصان سے بچ کر چلو۔

حضور نے نظام کو بھی تقویٰ کے اُن معیاروں کا خیال رکھنے اور اس طرف توجہ دینے کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ وہ نظام جو امراء سے اَور سلوک کرے اور غرباء سے اَور سلوک کرے وہ روحانی اور الٰہی نظام نہیں ہو سکتا اس لئے نظامِ جماعت کی تو اس معاملہ میں ایک ہی آنکھ ہے اور وہ تقویٰ کی آنکھ ہے تقویٰ کی آنکھ یہ فرق کر ہی نہیں سکتی اگر اس میں کوئی نقص نہ پیدا ہو گیا ہو۔ اس لئے نظامِ جماعت تو اب ہر ایک کے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو خدا کا کلام ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ایک ہی طرح کا سلوک کیا جائے اگر کسی کو ٹھوکر لگتی ہے تو مَیں ذمّہ دار نہیں ہوں وہ پہلا نفس کا کیڑا ذمّہ دار ہے جس نے اس کی قربانیوں کو تباہ کیا اور اس نے اس کی فکر نہیں کی۔ اگر کسی کی اولاد کو ٹھوکر لگتی ہے تو مَیں ہرگز ذمّہ دار نہیں کیونکہ ذمّہ دار خدا کا کلام ہے جس کے مَیں تابع ایک ادنیٰ غلام سے بھی کم حیثیت رکھتا ہوں اور نظامِ جماعت کی بھی اس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں۔ بے اختیار لوگ ہیں اس لئے خدا کا کلام جاری ہوگا اور لازماً جاری ہوگا۔

حضور نے خطبہ کے آخری حصّہ میں ایک ضروری امر سے متعلق جماعت کو توجہ دلائی جو ہندوستان میں جماعت کی بعض مالی ضروریات سے متعلق ہے۔ حضور نے بتایا کہ پہلے ہندوستان میں بعض نمایاں مالی قربانی کرنے والے احباب موجود تھے لیکن ایک یا دو یا چند آدمیوں کی قربانی سے جماعت کی قربانی کا فرض پورا نہیں ہوتا اور قربانی کا یہ مفہوم کہ محض ضرورت پوری ہو جائے یہ دنیاوی مفہوم ہے دین میں قربانی کا یہ مفہوم ہے اور وہی اصل ہے کہ قربانی کرنے والے کا دل پاک و صاف ہو اور خدا کے ہاں اس کا مرتبہ بلند ہو چنانچہ اگر جماعت پوری کی پوری قربانی میں شامل نہ ہو یا اپنے معیار کو بلند نہ کر رہی ہو تو عمومی طور پر جماعت نقصان میں رہے گی۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ ہندوستان کی جماعتی ضروریات بہت تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہیں۔ جماعتوں میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اموال میں بھی برکت ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود ہندوستان کی جماعت مالی لحاظ سے اپنے پیروں پر کھڑی نہیں ہوئی۔ اب جو جماعت کی طرف سے فوری ضرورتیں سامنے آ گئی ہیں ان میں مقاماتِ مقدسہ کی ضروری مرمّتیں ہیں۔ اسی طرح دِلّی میں جماعت کا شاندار مرکز بننے والا ہے۔ کانپور میں جماعت کو مرکز کی ضرورت ہے۔ اَور بھی بہت سی ضرورتیں ہیں۔ میرے خیال میں چالیس پچاس لاکھ روپے تک کی ضرورت

ہے مگر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان کی جماعتوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بیرون ہندوستان عام تحریک نہ کی جائے۔ اِس سلسلہ میں حضور نے تین صورتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے جو لوگ قربانی دینا چاہیں وہ پیش کریں۔

ایک تو یہ کہ ہندوستان کی جماعتیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کریں اور گزشتہ کوتاہیوں اور غفلتوں سے معافی مانگیں اور قربانی کے معیار میں دُنیا کی باقی جماعتوں کے ساتھ چلنے کا عزم کرلیں۔ اگر عزم کریں گے، دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ توفیق بھی عطا فرما دے گا۔

حضور نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ ہندوستان کی جماعتوں میں یہ توفیق ہے کہ اگر چاہیں تو بہت آسانی کے ساتھ یہ معمولی رقم پوری کرسکتے ہیں۔ دوسرے درجہ پہ وہ لوگ ہیں جو ہندوستان کی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں مگر باہر چلے گئے ہیں مثلاً امریکہ میں، یورپ میں اور دیگر ممالک میں۔ ان کی مالی حالت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت تبدیل ہو چکی ہے اگر یہ سارے چاہیں تو چالیس لاکھ کیا سارے چندوں کے علاوہ بھی کروڑوں روپیہ پیش کرسکتے ہیں۔ میں اپیل کرتا ہوں ان ہندوستان نژاد احمدیوں سے کہ وہ اِس مالی قربانی میں آگے آئیں۔ اور تیسرے درجہ پر میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر کوئی انفرادی طور پر اپنا یہ حق جتلائے کہ قادیان کا تعلق ساری دُنیا کی جماعتوں سے ہے ہمیں بھی تعلق ہے ہم اپنے دل کے جذبے سے مجبور ہو کر یہ حق مانگتے ہیں کہ ہمیں اجازت دی جائے تو ایسے شخص کی قربانی کو رَدّ نہیں کیا جائے گا کسی جماعت کو یہ حق نہیں کہ وہ یہ سمجھے کہ چونکہ عام تحریک نہیں کی گئی تھی اِس لئے ان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اِن تین اصولوں کے تابع میں اِس تحریک کا اعلان کرتا ہوں۔ اوّل تو مجھے یقین ہے انشاء اللہ کہ جس طرح ہمیشہ خدا نے سلوک فرمایا ہے تنگی کے باوجود، ہر قسم کے حالات کی خرابی کے باوجود جماعت مالی قربانی میں ایسا اعلیٰ معیار دکھاتی ہے کہ عقل ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتی ہے۔ یقین نہیں آتا کہ انہی جیبوں میں جن کو بظاہر خالی کر دیا گیا تھا ان سے پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے یہ خزانے پیدا کر دئیے ہیں۔ بہر حال خدا کے کام ہیں وہ خدا کرے گا اور اگر بامر مجبوری یہ رقم پوری نہ ہوئی تو تحریکِ جدید انجمن احمدیہ ربوہ اور صدر انجمن احمدیہ ربوہ یہ باقی ضرورتیں آسانی سے پوری کر دیں گی۔ یہ میں ضامن ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ — اِس لئے قادیان والے اس کے مطابق اپنے پروگرام بنائیں۔ اپنی ساری ضروریات کو معین کریں اور بڑی تیزی کے ساتھ ان کو پُورا کرنے کی طرف توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے روپیہ مہیّا کر دیا جائے گا۔

حضور نے اِس تحریک کا نام " توسیع مکان بھارت " فنڈ رکھا ہے۔

غزل

(جنابِ چوہدری محمد علی صاحب)

سحر پسند تو سب ہیں سحر چشیدہ نہیں　　پرائے شہر میں کوئی بھی شب گزیدہ نہیں
اسے یہ زعم کہ مالک ہے وہ خدائی کا　　ہمیں یہ خوف کہ واعظ خدا رسیدہ نہیں
ازل سے کہتے چلے آئے ہیں حریف اسے　　جو بات تم نے کہی ہے وہ ناشنیدہ نہیں
یہ وہ کتاب ہے جو عمر بھر اترتی ہے　　ہماری دیدہ ہے اغیار کی شنیدہ نہیں
تمہارے ہاں بھی تو آیا تھا عہد کا یوسف　　یہ اور بات ہے تم نے اسے خریدا نہیں
ہمیں ستایا گیا ہے اگر تو اس کے لئے　　ہمیں کچھ اور کہو ہم ستم رسیدہ نہیں
کسی کے بت کو بھی ہم تو برا نہیں کہتے　　ہمارا جو بھی عقیدہ ہو یہ عقیدہ نہیں
تو دستِ ناز ہے ان کے دلوں پہ دستک دے　　فضا اگرچہ مکدّر ہے دِل کبیدہ نہیں

بغیرِ اذن کے غم بھی نہ کھائے گا مُضطر
ہزار بھوکا سہی وہ مگر ندیدہ نہیں

درس الحدیث

حُسنِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔ اے، ایم لٹ (آکسن)

(۱)

حُسن و احسان میں میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امّی کا نہ کوئی ہم مرتبہ پیدا ہوُا نہ ہو گا۔ قرآن کریم آپ کو سراجًا منیرًا اور قمرًا منیرًا بیان فرماتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ آپ کے حُسن میں جلال کا رنگ بھی تھا اور جمال کا رنگ بھی۔ اس میں سُورج کی تمازت بھی تھی اور چاند کی ٹھنڈک بھی۔ وہ سورج کی گرمی کی طرح دلوں کو گرماتا بھی تھا اور رُوحوں کو صیقل بھی کرتا تھا۔ اور وہ چاند کی چاندنی کی طرح آنکھوں کو ٹھنڈک بھی دیتا تھا۔ وہ خدا کے کُن کا ایک ایسا کرشمہ تھا کہ اس سے بڑھ کر اِس عالم نے نہ دیکھا۔

حُسنِ محمدی! آہ حُسنِ محمدی!! ناقابلِ بیان۔ زمان و مکان کی پابندیوں سے بالا۔ کبھی جو رُخِ یوسفؑ پہ پڑا تو اسے تاباں کر دیا اور جو لحنِ داؤدی پہ مہربان ہوُا تو اسے رنگ بخش گیا۔ عشق میں ڈھلا تو کبھی بلالؓ کی اذان بن گیا اور کبھی ابوبکرؓ کا دِل بنا تو کبھی حسّانؓ کی آنکھیں اور تڑپانے پہ آیا تو ایسا تڑپایا کہ کیا مُرغِ بسمل تڑپا ہو گا۔ ایسا بے چین کہ فاصلوں کی بھی پرواہ نہ کی۔ آج بھی عاشقوں کو بے کل رکھتا ہے۔ ایک ٹیس سی بن کر دل میں اُٹھتا ہے۔ آہ بن کر نکلتا ہے اور اس کا کوئی گھائل کہتا ہے ؎

وَ اَرَی الْقُلُوْبَ لَدَی الْحَنَاجِرِ کُرْبَۃً
وَ اَرَی الْغُرُوْبَ تَسِیْلُھَا الْعَیْنَانِ

یعنی اے میرے محبوب تیرے ہجر کے درد سے تو دل ہیں کہ حلق تک آ گئے ہیں اور آنکھیں ہیں کہ تیرے شوقِ دیدار سے ان کا پانی تھمتا ہی نہیں۔

اُس حُسن نے اپنے دیکھنے والوں کو کیسے مسحور کیا۔ کس طرح انہیں بے قرار رکھا۔ کیسے تڑپایا۔ کیا کیا انکے دل پہ گزری۔ انہوں نے کیا دیکھا۔ کیا محسوس کیا۔ کیا پایا۔ کیا کھویا۔ یہ ایک نہ ختم ہونے والی داستان ہے جسے صحابہؓ نے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا ہے۔

(۲)

عن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال سألت خالي هند بن أبي هالة وكان وصافا عن حلية رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا أشتهي أن يصف لي شيئا أتعلق به فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فخما مفخما يتلألأ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر أطول من المربوع وأقصر من المشذب عظيم الهامة رجل الشعر إن انفرقت عقيقته فرق وإلا فلا يجاوز شعره شحمة أذنيه إذا هو وفرة أزهر اللون واسع الجبين أزج الحواجب سوابغ من غير قرن بينهما عرق يدره الغضب أقنى العرنين له نور يعلوه يحسبه من لم يتأمله أشم كث اللحية سهل الخدين ضليع الفم مفلج الأسنان دقيق المسربة كأن عنقه جيد دمية في صفاء الفضة معتدل الخلق بادن متماسك سواء البطن والصدر عريض الصدر بعيد ما بين المنكبين ضخم الكراديس أنور المتجرد موصول ما بين اللبة والسرة بشعر يجري كالخط عاري الثديين والبطن مما سوى ذلك أشعر الذراعين والمنكبين وأعالي الصدر طويل الزندين رحب الراحة شثن الكفين والقدمين سائل الأطراف أو قال شائل الأطراف خمصان الأخمصين مسيح القدمين ينبو عنهما الماء إذا زال زال قلعا يخطو تكفيا ويمشي هونا ذريع المشية إذا مشى كأنما ينحط من صبب وإذا التفت التفت جميعا خافض الطرف نظره إلى الأرض أكثر من نظره إلى السماء جل نظره الملاحظة يسوق أصحابه يبدأ من لقي بالسلام۔ (شمائل ترمذی)

باب فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص۲)

حضرت حسنؓ بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اپنے خالو ہند بن ابی ہالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ پوچھا کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ بیان کرنے میں بڑے ماہر تھے اور مَیں چاہتا تھا کہ وہ میرے پاس حضورؐ کے حُلیہ کے متعلق ایسی باتیں بیان کریں جنہیں مَیں گرہ میں باندھ لوں۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میرے خالو نے حضورؐ کا حُلیہ مجھ سے یوں بیان فرمایا:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں اور آپؐ کے سینہ میں ایسی کشش تھی اور ایسا حُسن تھا کہ جو دیکھنے والوں کو مرعوب کر لیتا تھا۔ آپؐ کا چہرۂ مبارک بھرا ہؤا تھا۔ شرافت اور عظمت کے آثار اس پر نمایاں تھے اور رُعب و وجاہت اس سے ٹپکی پڑتی تھی۔ وہ چاند کی طرح چمکتا تھا اور حُسن اس میں موجیں مارتا ہؤا دکھائی دیتا تھا۔ آپؐ نہ تو کوتاہ قد تھے نہ حد سے زیادہ لمبے بلکہ آپؐ کا قد بہت مناسب اور درمیانہ تھا۔ سر بڑا تھا بال گھنے تھے جو کانوں کی لو تک پہنچتے تھے لیکن اس سے نیچے نہیں گرتے تھے۔ ان میں قدرتی طور پر ایسا سنوار پایا جاتا تھا کہ وہ کبھی بھی بکھرتے یا پراگندہ نہیں ہوتے تھے اور انہیں کنگھی کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپؐ کے بالوں میں خود بخود مانگ پڑ جاتی تھی جو نمایاں ہوتی تھی ورنہ حضورؐ خود عام طور پر بالوں میں مانگ نہیں نکالتے تھے۔ آپؐ کا رنگ سفید اور کھلتا ہؤا تھا۔ پیشانی کشادہ تھی۔ ابرو باریک لیکن بھرے ہوئے لمبے ہلالی تھے۔ دونوں ابروؤں کے درمیان فاصلہ تھا۔ غصہ کی حالت میں ابروؤں کے اس درمیانی فاصلے میں ماتھے پر ایک رگ اُبھر کر نمایاں ہو جاتی تھی۔ ناک پتلی اور کھڑی ہوئی تھی جو سرسری نظر سے دیکھنے والوں کو اصل سے زیادہ اُٹھی ہوئی نظر آتی تھی۔ اس پہ نور جھلکتا تھا۔ داڑھی گھنی تھی۔ رخسار نرم اور ملائم تھے۔ دھانہ کشادہ تھا۔ دانت خوب چمکتے تھے وہ ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے نہیں تھے بلکہ ان میں ایک قدرتی فاصلہ تھا جو بہت بھلا معلوم ہوتا تھا ۔۔۔ اور آپؐ کی لمبی گردن بس اس کا حُسن نہ پوچھو اسے تو خدا نے اپنے ہاتھ سے گھڑا تھا اور وہ چاند کی طرح چمکتی تھی۔۔۔

جسم کی عمومی بناوٹ بہت موزوں تھی وہ بھرا بھرا لیکن بہت متناسب تھا۔ پیٹ کمر کے ساتھ لگا ہؤا تھا اور سینہ پیٹ کے ساتھ ہموار تھا۔ آپؐ کا سینہ چوڑا اور فراخ تھا۔ آپؐ کے جوڑ مضبوط بھرے ہوئے اور نمایاں تھے۔۔۔

جِلد چمکتی ہوئی نازک اور ملائم تھی۔ چھاتی اور پیٹ پر بال نہیں تھے ہاں بالوں کی ایک باریک دھاری سینے کے نیچے سے ناف تک چلی گئی تھی۔ سینہ کے اوپر کے حصّہ اور کاندھوں پر اسی طرح کلائی

سے کہنیوں تک ہاتھوں پر خوب بال تھے۔ ہاتھ (یعنی کلائی سے کہنیوں تک بازوؤں کے حصے) لمبے تھے دست چوڑے تھے انگلیاں لمبی تھیں ہتھیلیاں اور قدم خوب گدگدے تھے اور گوشت سے خوب بھرے ہوئے تھے۔ تلوے زمین کے ساتھ ہموار نہیں تھے بلکہ درمیان سے ان میں خم تھا۔ پیر ایسے چکنے اور ملائم تھے کہ جب ان پر پانی پڑتا تھا تو ٹھہرتا نہیں تھا فوری بہہ جاتا تھا۔

چال ایسی سُبک تھی جیسے ڈھلوان پر سے اُتر رہے ہوں لیکن بڑی ہی پُروقار۔ اور باوجود تیزی کے قدم زمین پر ٹھہراؤ سے پڑتا تھا۔ قدموں پر نگاہ رکھ کر چلتے تھے اکڑ کر چہرہ اُٹھا کر نہیں چلتے تھے اور گھسٹتے نہیں تھے۔ قدم اُٹھا کر چلتے تھے۔ جب کسی طرف رُخ پھیرتے تھے تو پورا رُخ پھیرتے تھے۔ نظر ہمیشہ نیچی رکھتے تھے یوں لگتا تھا جیسے فضا کی نسبت زمین پر نظر زیادہ پڑتی تھی۔ عادتاً نیم وا نظروں سے نگاہ ڈالتے اور جب صحابہؓ کے ساتھ چل رہے ہوں تو ہمیشہ انہیں اپنے سے آگے رکھتے تھے۔ جب کسی سے آمنا سامنا ہوتا تو ہمیشہ آپؐ ہی سلام میں پہل کیا کرتے تھے۔

دوسری روایتوں میں آتا ہے کہ آپؐ کی آنکھیں بہت خوبصورت اور سیاہ تھیں۔ سُرمہ نہ بھی لگائے ہوئے ہوں تو لگتا یہی تھا کہ سُرمہ آنکھوں میں پڑا ہوا ہے۔ آنکھوں کی سفیدی میں ہلکی سی سُرخی بھی جھلکتی تھی۔ چہرۂ مبارک پر ہمیشہ بشاشت ہوتی تھی اور مسکراہٹ بکھری رہتی تھی۔ فرفر کر کے کلام نہیں کرتے تھے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔ گفتگو میں سمجھانے کا انداز نمایاں ہوتا تھا اور بات کو اکثر دہرایا کرتے تھے تاکہ دوسرے کے ذہن نشین ہو جائے۔

کو وہ وقار تھے کسی ایسی حرکت کا سرزد ہونا ناممکن تھا جو دوسروں میں کراہت پیدا کرے۔ ہر ادا دِل کو موہ لینے والی تھی۔ ہر انداز میں حُسن ٹپکتا تھا۔ آپؐ میں انتہاء درجہ کی کشش پائی جاتی تھی۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا جس میں حُسن نے اپنا کمال نہ دکھایا ہو۔ چہرہ حسین تھا جسم مرقّعِ حُسن تھا۔ اندازِ بیان سحر کُن تھا۔ نگاہِ مبارک اُٹھتی تھی تو فضا میں حُسن بکھر جاتا تھا۔ اُٹھنا بیٹھنا سونا۔ آپؐ کی مجلس۔ آپؐ کی خلوت سب کچھ ہی تو حُسن میں ڈوبا ہوا تھا۔ یہ تو ایسی داستان ہے جس کا بیان ختم نہیں ہو سکتا۔

(۳)

عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃٍ اَضْحِیَانٍ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ عَلَیْہِ وَاِلَی الْقَمَرِ فَھُوَ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔

جابرؓ بن سمرہ کہتے ہیں کہ ہم باہر کھلے میدان میں بیٹھے تھے حضورؐ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور ایک سرخ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ چاندنی رات تھی چودھویں کا چاند تھا خوب روشن بڑا حسین۔ لیکن میری نگاہ بار بار حضورؐ کے چہرہ کی طرف اٹھتی تھی۔ حضورؐ آج بہت ہی پیارے لگ رہے تھے حضورؐ کا حسن تو ہمیں ہمیشہ ہی گھائل کئے رکھتا تھا لیکن آج تو یہ کچھ اور ہی رنگ دکھا رہا تھا۔ میں سوچتا تھا کیا اس چہرہ سے زیادہ اور کوئی چیز حسین ہو سکتی ہے۔ پھر میری نگاہ چاند پر پڑی پھر میں نے حضورؐ کے چہرہ کو دیکھا پھر چاند کو دوبارہ دیکھا پھر حضورؐ کے رخ پر نگاہ گڑھ گئی۔ اُف! آپ کتنے حسین لگ رہے تھے میں نے کہا کہ نہیں اے چاند تیرا حسن اس حسن کے آگے ماند پڑ گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بیرونِ پاکستان انصاراللہ کی سرگرمیاں

مکرم ومحترم ناظم صاحب اعلیٰ مجلسِ انصاراللہ یو۔کے اپنے خط محررہ ۸۶/۲/۱۷ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

چند ہفتے پہلے انصار میں VIRGINIA WATA جھیل کے گرد ساڑھے تیرہ میل پیدل سفر کا مقابلہ ہوا وہاں بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہِ شفقت تشریف لائے اور کار میں جھیل کا چکر لگا کر انصار کو مقابلہ کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا جس سے انصار بہت خوش ہوئے۔ شام کو بعد نماز عشاء مجلسِ عرفان سے پہلے حضور نے انعامات تقسیم فرمائے۔ اس مقابلہ میں قریباً چالیس انصار نے حصہ لیا۔

ایک کوچ ٹور لندن سے انصار کو لے کر برمنگھم گئی۔ یہ بھی گرمیوں میں ہوا۔ راستہ میں آکسفورڈ میں BALLIOL کالج دیکھا (BALLIOL کالج کے بارہ میں ذکر آیا ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نوّر اللہ مرقدہٗ اس کالج میں تعلیم حاصل فرماتے رہے ہیں) برمنگھم میں مشن ہاؤس میں وہاں کے انصار سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے کھانا پیش کیا۔ بعدہٗ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے خطاب فرمایا۔ وہاں سے واپسی STRATFORT UPON AVON کے راستہ ہوئی جہاں شیکسپیئر کا گھر دیکھا اور وہاں لٹریچر بھی تقسیم کیا۔

(قائد مجالس بیرون انصاراللہ مرکزیہ)

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ اُمّت نورِ دیں بودے

مکرم بشیر حسین تنویر صاحب فیصل آباد

۲۷ مئی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک نہایت اہم دن ہے۔ آج ۷۸ برس قبل اِسی تاریخ کو سیّدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مسیح موعود کے وصال پر جماعتِ احمدیہ میں قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہُوا تھا۔ سیّدنا حضرت حکیم الحاج مولانا نورالدین قدرتِ ثانیہ کے پہلے مظہر کے طور پر جماعتِ احمدیہ کی مسندِ امامت پر متمکن ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ظاہری و باطنی کمالات و خصائل کی جامع شخصیّت کے مالک تھے۔ علم و فضل خصوصاً علمِ قرآن اور احادیثِ نبویہ میں تبحّر، علمِ طب میں مہارت، تقویٰ و طہارت اور زُہد و توکّل علی اللہ میں بہت بلند مقام، خدمتِ خلق اور غریب پروری کا شغف، عشقِ نبویؐ میں مخمور اور اپنے مقتداء و امام حضرت مسیح موعود کی محبّت و اطاعت میں سرمست غرضیکہ آپ کی بلند سیرت پر جس پہلو سے بھی نظر دوڑائیں آپ فدائیت میں یکتائے روزگار دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب ریاست جموں و کشمیر کے نامور شاہی طبیب تھے۔ وہاں کی ملازمت سے سبکدوش ہوکر اپنے آبائی وطن بھیرہ آگئے اور ایک بڑا شفاخانہ کھولنے کے لئے وسیع عمارت کی تعمیر شروع کر دی۔ تعمیر کے دَوران کچھ عمارتی سامان خریدنے لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور پہنچ کر ۷۰ میل کے فاصلہ پر واقع قادیان میں اپنے آقا و مطاع سے ملنے کی تڑپ جاگ اُٹھی چنانچہ بذریعہ ریل گاڑی بٹالہ پہنچے۔ بٹالہ سے قادیان کا سفر اُن دنوں پیدل یا تانگہ پر کرنا ہوتا تھا آپ نے ایک تانگہ واپسی کرایہ پر حاصل کیا تاکہ اُسی روز واپس آجائیں۔ جب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دَورانِ گفتگو حضرت مسیح موعود نے فرمایا " مولوی صاحب اب تو آپ فارغ ہیں"۔ اِس ارشاد کے بعد آپ نے ایک دو روز مزید ٹھہرنے کا پروگرام بنالیا۔ دوسرے تیسرے روز حضور نے فرمایا " مولوی صاحب اکیلے آپ کو تکلیف ہوگی آپ اپنی اہلیہ کو بھی یہاں بُلالیں"۔ پھر چند روز کے بعد مطالعہ کے شوق کے مدِّنظر

حضور کے ارشاد پر اپنی کتب بھی بھیرہ سے منگوالیں۔ حضرت مولانا صاحب کو حضور کے تعمیل ارشاد کی نیکی ایسی دُھن سمائی تھی کہ مکان کے زیرِ تعمیر ہونے کا ذکر تک نہ کیا بلکہ بھیرہ خط لکھ دیا کہ مکان کی تعمیر فی الحال روک دی جائے۔ پھر چند دن بعد حضرت مسیح موعود نے ارشاد فرمایا کہ "مولوی صاحب واپس جانے کا ارادہ ترک کر دیں اور وطن کا خیال بھی دل میں نہ لائیں"۔ اس پر حضرت مولانا کو گھبراہٹ ہوئی کہ وطن جانے کا ارادہ ترک کرنا تو میرے اختیار میں ہے "اس کا خیال بھی نہ آئے"۔ یہ تو میرے بس کی بات نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اس ارشاد کی مکمل تعمیل کر کے دکھا دی۔ زیرِ تعمیر مکان کی تکمیل یا فروخت کا کوئی انتظام کرنا تو درکنار آپ اپنے محبوب آقا کے ارشاد پر خدمتِ دین میں ایسے محو ہوئے کہ اس کے بعد وطن کی یاد آپ کے خواب و خیال میں بھی نہ آئی۔ ایک دفعہ بھیرہ کے ایک رئیس نے اپنے علاج کے لئے بُلایا تو آپ نے لکھا کہ میں بھیرہ سے ہجرت کر چکا ہوں اب حضرت مسیح موعود کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں جا سکتا۔ اس پر اُس رئیس نے حضرت امام الزمان کی خدمت میں حضرت مولانا صاحب کو بھجوانے کے لئے لکھا چنانچہ آپ بھیرہ تشریف لے گئے لیکن صرف مریض کو دیکھنے کیلئے۔ نہ اپنے گھر گئے اور نہ کسی عزیز یا دوست سے ملے جس قدر ارشاد تھا کہ "آپ بھیرہ جا کر اسے دیکھ آئیں" اسے پورا کر کے فوراً واپس آگئے۔

ایک دفعہ راولپنڈی کے ایک دولتمند شخص نے حضرت مسیح موعود سے درخواست کی کہ میرا ایک عزیز بیمار ہے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو اجازت دیں کہ اس کے علاج کے لئے تشریف لے چلیں حضور نے فرمایا کہ "ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم مولوی صاحب کو یہ بھی کہہ دیں کہ آگ میں گھس جاؤ یا پانی میں کُود جاؤ تو ان کو عذر نہ ہوگا لیکن ہمیں بھی تو مولوی صاحب کے آرام کا خیال رکھنا چاہیئے"۔

(حیاتِ نور)

ایک بار حضرت مسیح موعود دہلی تشریف لے گئے اور وہاں سے تار کے ذریعہ حضرت مولانا صاحب کو بُلا بھیجا۔ مولوی محمد علی صاحب نے مطب میں آکر آپ کو اطلاع دی کہ حضور کا تار آیا ہے حضور نے آپ کو دہلی بُلایا ہے۔ اِس پر آپ نے فرمایا کہ مجھے تار کے الفاظ بتاؤ۔ تار میں "IMMIDIATE" کا لفظ تھا یعنی فوراً پہنچو۔ حضرت مولانا صاحب نے مریضوں کو چھوڑا۔ ایک جوتا پہنا اور دوسرا پاؤں میں گھسیٹتے ہوئے بغیر کوئی تیاری کئے بٹالہ کو روانہ ہو گئے گھر والوں کو بعد میں اطلاع ملی اور آپ کے لئے بستر اور دوسرا سامان بعد میں پیچھے پہنچایا گیا۔ (حیاتِ نور)

حضرت مسیح موعود نے جماعت کی ترقی کے بعد قابلِ شادی لڑکے لڑکیوں کی ایک فہرست

تیار کروائی تاکہ احمدیوں کے رشتے آپس میں کروائے جائیں۔ یہ رجسٹر حضور کے پاس رہتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک احمدی دوست کی لڑکی کا رشتہ حضور نے تجویز فرمایا لیکن وہ راضی نہ ہوئے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو اپنی طرف سے مناسب رشتہ تجویز کیا تھا لیکن انہیں پسند نہیں آیا۔ اس واقعہ کا ذکر جب حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب سے ہؤا تو آپ کو سخت رنج ہؤا۔ اس وقت آپ مطب میں تشریف فرما تھے اور آپ کی صاحبزادی امۃ الحی پاس ہی کھیل رہی تھیں۔ اتفاقاً نہالہ نامی خاکروب جو سیاہ فام اور بدصورت بھی تھا کا اُدھر سے گذر ہؤا آپ نے اُس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر حضرت صاحب مجھے فرمائیں کہ امۃ الحی کا رشتہ نہالے کو دے دو تو میں بلا تامّل اُسے دے دوں۔

آپ کی یہ بات دلی محبّت کی گہرائیوں سے نکلی تھی اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ وہی لڑکی حضرت مسیح موعود کی بہو بنی اور حضرت المصلح الموعود کی زوجیت میں آئی۔

خدا کرے کہ نوجوانانِ احمدیت نور کی ان قندیلوں کو مشعلِ راہ بنالیں اور اپنے اندر جذبۂ اطاعت اور فرمانبرداری اس حد تک پیدا کرلیں تاکہ ہمارا خدا اور ہمارا امام ہم سے راضی ہوجائے اور جو ذمّہ داری ہم پر ڈالی گئی ہے وہ بہ احسن طریق پوری ہو۔

مرکزی سہ ماہی امتحان دوم انصار اللہ

تمام زعماء واراکین مجالس انصار اللہ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ مرکزی سہ ماہی امتحان دوم مورخہ ۲۰ احسان ۱۳۶۵ہش / جون ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوگا۔ نصاب درج ذیل ہے:۔

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۷

۲۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" دوسرا تہائی حصّہ

۳۔ کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام" "

۴۔ کتاب "بنیادی نصاب" "

نیز ماہوار مطالعہ کے لئے درج ذیل کتب مقرر کی جاتی ہیں:۔

۱۔ نشانِ آسمانی برائے ماہ اپریل ۲۔ کشتی نوح برائے ماہ مئی وجون

زعماء زیادہ سے زیادہ انصار کو اس تعلیمی پروگرام میں شریک کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

یومِ مصلح موعود کا عظیم الشان انعقاد

(لندن سے آمدہ اطلاعات کی روشنی میں)

آج سے ٹھیک ایک سو سال قبل خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اپنی صداقت کے نشان میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک عظیم پیشگوئی کا بذریعہ اشتہار اعلان فرمایا جس میں ایک موعود بیٹے کی پیدائش (جو ۵۲ صفاتِ حسنہ کا مالک ہوگا) کی خبر تھی۔ احمدیت کا یہ بطلِ جلیل جو اپنے ساتھ برکات لے کر پیدا ہوا سخت ذہین و فہیم، دل کا حلیم، علومِ ظاہری و باطنی سے پُر، جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب، اسیروں کی رستگاری کا موجب، زمین کے کناروں تک شہرت پانے والا، قوموں کو برکت دینے اور پہنچانے والا وجود شہرۂ آفاق پر ایک نور بن کر اُبھرا اور چمکا اور آخر کار اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔ غرضیکہ پیشگوئی کا ایک ایک لفظ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کی ذاتِ بابرکات میں پورا ہوا اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک زندہ نشان ثابت ہوا۔

عالمگیر جماعتِ احمدیہ ہر سال اس عظیم مصلح موعود کی یاد کو زندہ کرنے کے لئے جلسے منعقد کرتی ہے چنانچہ امسال اس پیشگوئی کو پورے ایک سو سال ہونے پر غیر معمولی طور پر منانے کا اہتمام کیا گیا۔ جماعتِ احمدیہ لندن نے اس ضمن میں "اسلام آباد" میں ایک خصوصی تقریب کا اعلان کیا جو موسم کی خرابی کی وجہ سے منسوخ کرنا پڑا اور محمود ہال میں مورخہ ۲۳ فروری بروز اتوار ایک جلسہ کیا گیا جس میں لندن کی سات جماعتوں کے مردوں نے شرکت کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم امام صاحب نے قریباً ۴۵ منٹ تک انگریزی میں تقریر کی جس میں پیشگوئی کا پس منظر، اس کی اہمیت اور حضرت مصلح موعود کے کارناموں کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ازراہِ شفقت تشریف لا کر ایک گھنٹہ سے زائد وقت تک اُردو میں خطاب فرمایا جس کے انگریزی ترجمہ کا انتظام بھی موجود تھا۔ حضورِ انور نے اپنے بصیرت افروز خطاب میں ۱۹۸۶ء کی

اہمیّت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:-

"۱۹۸۶ء کا سال جس میں سے ہم گزر رہے ہیں ایک غیر معمولی اہمیّت کا سال ہے۔کئی پہلوؤں سے یہ سال باقی دوسرے سالوں سے نمایاں حیثیت میں دکھائی دیتا ہے۔سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود جو دینِ حق کے احیائے نَو کے لئے ایک بہت ہی عظیم الشان مقام رکھتی ہے اور قیامت تک کے لئے اس کا فیض جاری رہے گا۔یہ پیشگوئی ۱۸۸۶ء میں ۲۰ رفروری کو شائع کی گئی اِسی لئے سبز اشتہار کے علاوہ یہ اشتہار ۲۰ رفروری کے طور پر بھی معروف ہے اور ۲۰ رفروری ۱۹۸۶ء کو یعنی تین دن پہلے اِس پیشگوئی کو ۱۰۰ سال گزر چکے تھے۔دوسری اہم بات یہ ہے کہ ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی جبکہ لدھیانہ میں پہلی بیعت ہوئی اور قمری مہینوں کے لحاظ سے ۱۹۸۶ء میں قمری مہینوں کے پورے سَو سال بن جاتے ہیں۔پس یہ سال دُو جہتوں سے جماعتِ احمدیہ کے لئے سَو سالہ جشن کا سال بنتا ہے۔اگرچہ جماعتِ احمدیہ نے ۱۰۰ سالہ جشن منانے کا ۱۸۸۹ء میں فیصلہ کیا ہے لیکن قمری جہت سے اگر دیکھا جائے تو یہ سال بھی جماعتِ احمدیہ کے ۱۰۰ سالہ جشن ہی کا سال بنتا ہے۔اِس پہلو سے ۲۰ر رجب یکم اپریل ۱۹۸۶ء کو واقع ہوگی اور یکم اپریل کو آغاز کے لحاظ سے جماعت کے پورے سَو سال مکمل ہوں گے۔ایک اَور تیسری اہمیّت بھی اِس سال کو حاصل ہے اور وہ اہمیّت یہ ہے کہ تفسیر رُوح المعانی کے مصنّف علامہ الوسی لکھتے ہیں کہ بعض اہلِ اسلام نے قرآن کریم کی ایک آیت سے ایک ایسا استنباط کیا ہے جس کی رُو سے ساعت یعنی انقلاب کا دَور ۱۴۰۷ ہجری میں واقع ہوتا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ فھل ینظرون الا الساعۃ ان تاتیھم بغتۃً۔قرآن کریم کی اِس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا وہ اس کے سوا کسی اَور چیز کا انتظار کر رہے ہیں کہ ساعۃ یعنی عظیم انقلاب اچانک واقع ہو جائے۔وہ لکھتے ہیں کہ حساب کی رُو سے بغتۃً کے اعداد ۱۴۰۷ بنتے ہیں۔اِس پہلو سے یکم محرم ۱۹۸۶ء کو بغتۃً کا سال شروع ہو جاتا ہے یعنی ۱۴۰۷ ہجری کا آغاز بھی ۱۹۸۶ء میں ہو جاتا ہے اور آغاز کے چند مہینے اس سال کے ساتھ مطابقت کھاتے ہیں۔اب یہ تین پہلو ایسے ہیں جو روزمرّہ اکٹھے نہیں ہوسکتے یہ واقعہ کہ جماعتِ احمدیہ کو ۱۰۰ سال اور مصلح موعود کی پیشگوئی کو ۱۰۰ سال ایک ہی سال میں پورے ہو جائیں یہ حساب کی رُو سے آپ دیکھیں تو ہزاروں سال میں پورا ہونے والی بات ہے۔اِس لحاظ سے جماعتِ احمدیہ کے لئے یہ سال غیر معمولی اہمیّت کا سال ہے۔"

فرمایا کہ اِس پیشگوئی کا لیکھرامی مخالفت سے ایک گہرا تعلق تھا اور اَب جبکہ جماعت بھی دوسری صدی (قمری) میں داخل ہوگئی ہے مخالفت زوروں پر ہے اور یقیناً اس کا نتیجہ بھی غلبۂ (دینِ حق) اور

احمدیت ہی ثابت ہو گا جو کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ حضور نے حضرت مصلح موعود کے بارہ میں پیشگوئی میں موجود صفاتِ حسنہ کو اپنانے اور اپنے اندر جاری و ساری رکھنے کی طرف احباب جماعت کو خصوصی توجہ دلائی نیز اسیرانِ راہِ مولیٰ کی رہائی کے لئے دعا کی تحریک کی۔

پھر اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: "مصلح موعود کی پیشگوئی میں ایک خوشخبری یہ بھی تھی کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ پیشگوئی پہلے بھی پوری ہو چکی ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ حضرت مصلح موعود بہت سے مظلوم اسیروں کی رستگاری کا موجب بنے لیکن آج اس دَور میں کچھ ایسے اسیر بھی ہیں جو خالصتًا اسیرانِ راہِ مولیٰ ہیں۔ وہ کسی سیاست کے نتیجہ میں استبداد کا شکار نہیں ہیں۔ وہ کسی اپنی کمزوری یا اپنے گناہوں یا شامتِ اعمال کے نتیجہ میں قید و بند کی صعوبتیں نہیں دیکھ رہے۔ محض لِلّٰہ اور محض اس لئے کہ انہوں نے خدا کی طرف سے ایک آنے والے کی آواز پر لبّیک کہا۔ وہ اسیر بنائے گئے اور طرح طرح کے دُکھوں کا نشانہ بنائے گئے۔ پس اپنے ربّ کے حضور روتے ہوئے استجابت کے ساتھ یہ دعا کریں کہ اے اللہ! اِس پیشگوئی مصلح موعود کے صدقے ہی اس سو سال کے جشن کو دکھاتے ہوئے ہمیں وہ دن دکھا کہ ہم اپنے پیاروں کی آزادی کے دن بھی دیکھیں جو تیری راہ میں قید و بند کی صعوبتوں کا شکار بنائے گئے ہیں۔ ان کو آزاد پھرتے ہوئے دیکھ کر ہماری آنکھوں کو طراوت حاصل ہو۔ اے خدا! اپنی رحمت سے وہ ساری زنجیریں توڑ دے جن میں احمدیوں کو کسی رنگ میں بھی جکڑا گیا ہے۔ وہ ساری پابندیاں دُور فرما دے جن پابندیوں کو احمدیت کی روحانی ترقیوں کو روکنے کی خاطر عائد کیا گیا ہے۔ یہ وہ اسیر ہیں تیری راہ میں۔ وہ بھی جو ظاہری طور پر بھی اسیر بنائے گئے اور وہ بھی جو قانون کے شکنجوں میں جکڑ کر اسیر بنائے گئے جو آج تیرے وعدوں کے منتظر، تیری رحمت کی راہ دیکھ رہے ہیں۔

اے خدا! ان ساری زنجیروں کو توڑ کر پاش پاش کر دے اور اگر تُو نے اپنی غیرت کے نمونے دکھانے کا فیصلہ کیا ہے تو ان سب کو پابند کر دے جو آج ہمیں پابند کئے ہوئے ہیں۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ حضورِ انور حضرت مسیح موعود کی ایک عظیم اور بابرکت نشانی لمبا کوٹ زیبِ تن کئے ہوئے تھے۔ یہ جلسہ مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں امیر جماعتہائے احمدیہ برطانیہ کی صدارت میں ہوُا۔ دعا کے ساتھ اِس بابرکت جلسہ کا اختتام ہوُا جو حضورِ انور نے کرائی۔ نمازِ مغرب و عشاء کے بعد کھانے کا انتظام بھی موجود تھا جس میں حضورِ انور نے بھی از راہِ شفقت شرکت فرمائی۔ اِسی روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بیگم صاحبہ نے گیارہ سال سے کم عمر کے بچّوں اور بچّیوں میں مٹھائی بھی تقسیم کی۔ اِس موقع پر بھی تلاوت، نظم اور ترانے کے بعد حضور نے بچّوں سے انگریزی میں خطاب فرمایا۔

رمضان المبارک اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں

(مکرم قائد صاحب تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک بار پھر رمضان کے بابرکت مہینہ کی آمد آمد ہے انصار بھائیوں سے گذارش ہے کہ وہ ان رُوح پرور ایام کی برکات سے کماحقہٗ فائدہ اُٹھائیں اور اپنے ماحول، اہل و عیال اور عزیزان کو بھی اس طرف مؤثر رنگ میں بار بار توجہ دلائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی نیکی کے کرنے کی دعوت دینے والا بھی نیکی بجالانے والے کی طرح ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ پس بہت خوش قسمت ہوں گے وہ انصار بزرگ اور بھائی جو نہ صرف برکاتِ رمضان سے خود مستفید ہوں بلکہ اپنے ماحول کو بھی اس کی خوشبو سے معمور کردیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (البقرہ : ۱۸۳)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

گویا رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے جس سے فائدہ اُٹھا کر انسان خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل کرلیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل احادیث سے اس حقیقت کی مزید وضاحت ہوتی ہے:-

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ ۔ (بخاری کتاب الصوم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ

آتا ہے تو جنّت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ۔ (رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے۔ چنانچہ روزہ کہے گا اے میرے پروردگار! میں نے اس کو کھانے پینے اور شہوات سے دن کو روک دیا تھا سو اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما۔ قرآن کہے گا میں نے اس کو رات کی نیند سے روک دیا تھا سو اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما۔ اس پر ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے)۔

کس قدر عظیم الشان بشارت ہے ایسے لوگوں کے لئے جو اس مبارک مہینہ میں جملہ آداب و شرائط کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں اور رمضان کے خاص آسمانی تحفہ قرآن کریم کی نہ صرف تلاوت کرتے ہیں بلکہ اس کے معانی اور معارف کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ وَقَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُھُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّہٗ فَرِحَ بِصَوْمِہٖ۔

(بخاری کتاب الصّوم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے میں خود اس کی جزاء بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ نیز فرمایا

روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے۔ اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت ہو گی جب روزہ کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو گی۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذّتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہلِ لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اِس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اُس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۰۹)

نیز فرمایا:- "رمضان دعا کا مہینہ ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ سے ہی ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اِس مہینہ کو تنویرِ قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اِس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیۂ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلّیٔ قلب ہوتی ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّیٔ قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۶)

پھر رمضان کی اہمیّت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔" (الحکم ۲۹ فروری ۱۹۰۸ء)

پھر روزہ کا فلسفہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کے لئے تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔" (الحکم ۸ رجون ۱۹۰۵ء)

نیز اس کی پابندی کے بارہ میں فرمایا:۔

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے نزول کے دن ہیں۔" (الحکم ۲۴ رجنوری ۱۹۰۱ء)

حضرت مصلح موعود نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:۔

"پس رمضان کلامِ الٰہی کو یاد کرانے کا مہینہ ہے اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرنی چاہیئے اور اِسی وجہ سے ہم اِس مہینہ میں درسِ قرآن کا انتظام کرتے ہیں دوستوں کو چاہیئے کہ اِس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کیا کریں اور قرآن کریم کے معانی پر غور کیا کریں تاکہ ان کے اندر قربانی کی رُوح پیدا ہو جس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔" (تفسیر سورۃ البقرہ)

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"رمضان کے مبارک مہینے میں دوست بہت دعائیں کریں اور پھر سارا سال کوشش کریں کہ مقبولوں کی علامتیں ہمارے اندر نشوونما پاتی اور بڑھتی رہیں یہاں تک کہ جماعت پر ایک عظیم الشان رُوحانی بہار آجائے جس کے بعد اس کا بڑھنا مسلسل جاری رہے اور کسی کی

طاقت ہی نہ رہے کہ وہ اس کو روک سکے اور وہ اسی طرح (ہوگا) کہ تم خدا والے ہو جاؤ اور خدا کے پیار کی علامتیں تمہارے اندر ظاہر ہوں۔" (الفضل ۹ر جولائی ۱۹۸۳ء)

"یہ رمضان المبارک بہت برکتوں والا مہینہ ہے بہت بروقت آیا ہے۔ ایک طرف مخالف خوف و ہراس پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کُھل رہے ہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیاری آواز ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے کہ جس کی زندگی میں یہ مہینہ داخل ہو جائے گا اللہ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولتا چلا جائے گا پس اس مہینہ کو اپنی زندگی میں داخل کرلیں خود اس مہینہ میں داخل ہو جائیں کیونکہ اس سے بہتر امن کی اور کوئی جگہ نہیں۔" (خطبہ جمعہ ۱۷ر جون ۱۹۸۳ء)

اِس لئے اے میرے پیارے انصار بھائیو! رمضان المبارک کے بابرکت ایّام میں اپنے پیارے محبوب کی طرح کمرِ ہمت کس لو، دعاؤں پر زور دو، اپنی عبادتوں میں لذّت پیدا کرو اور روزہ جو تنویرِ قلب کا ایک مؤثر ذریعہ ہے اس سے اپنے قلوب کو روشن کرو اور پھر اس روشنی سے ماحول کو بھی جگمگاؤ، اپنے اہل و عیال کو اس روشنی کے ہالہ میں لے کر آؤ تا خدا تعالیٰ ہم سے خوش ہو اور ہم پر رحمتوں کی ایسی ہوائیں چلائے جو فتح، غلبہ اور نصرت کی خوشبو میں رچی بسی ہوں۔

اداریہ —— (بقیہ صفحہ ۴)

طفلِ نوزائیدہ کی طرح معصومیّت کی چادر میں لپیٹ لے گی۔ ہاں وہی پیار جس کے سامنے سارے رشتوں کی محبتیں ماند پڑ جاتی ہیں۔ شفقتِ پدری ہیچ دکھائی دیتی ہے اور ماں کی ممتا نثر ماتی ہے۔

سو رمضان کا مہینہ برکاتِ الٰہی کے نزول کا مہینہ ہے نسیمِ رحمت کے چلنے کا موسم ہے۔ خدا تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کے ایام ہیں۔ تلاوتِ آیات اور حُسنِ عبادات سے گلشنِ رُوح کے نکھار کے لئے بہار ہے

کتنا مبارک ہے وہ وجود جس نے پیار کیا اور پیار کے ڈھنگ سکھائے۔

کتنی پُرجوش ہے اس کی صفتِ رحمانیت جو امڈتی چلی آتی ہے۔

کتنا بیتاب ہے اس کا فضل جو ہر آن مائل بہ کرم ہے۔

اور کتنا ہی سعادتمند وہ وجود ہے جو رمضان المبارک کی برکات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے قلبِ صافی میں ان تمام انوار کا انعکاس کر کے اپنی لیلۃ القدر کو جگمگاتا ہے۔

قلعہ روہتاس

رہے نام اللہ کا

(محترم مولانا غلام باری صاحب سیف)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے وفد کی معیت میں پنڈی سے واپسی پر روہتاس کا قلعہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ دینا سے جانب مشرق منگلا ڈیم کو سڑک جاتی ہے تو جانب مغرب روہتاس کو۔ روہتاس کا قلعہ شیر شاہ سوری نے بنوایا تھا۔ شیر شاہ کا زمانۂ حکومت ۱۵۴۰ء تا ۱۵۴۵ء ہے۔ تکمیل اس قلعہ کی سلیم شاہ کے وقت ہوئی۔ اس کا زمانۂ حکومت ۱۵۴۵ تا ۱۵۵۲ء ہے۔ کہتے ہیں کہ شیر شاہ نے یہ قلعہ گکھڑوں کی سرکشی کو روکنے کے لئے تعمیر کیا تھا۔ اس عظیم قلعہ کا رقبہ ۱۵۰۰ بیگھہ ہے۔ ہر چہار طرف بلند اور مضبوط دروازے ہیں۔ قلعہ کی بلند فصیل کا رنگ اب سیاہ ہو چکا ہے۔ کہیں کہیں سے پوری دیوار کا ٹکڑا گر چکا ہے لیکن قلعہ کی عظمت سوری دور کے بلند عزائم پر دال ہے۔

اب اس قلعہ کے اندر قصبہ روہتاس آباد ہے۔ روہتاس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ روہ یعنی پہاڑ پر تاس یعنی ہموار جگہ۔ پہاڑ پر واقع اس میدان پر کھڑے ہوں تو جہلم سے پار کھاریاں تک کا علاقہ دکھائی دیتا تھا۔ دینا کی طرف سے قلعہ کو آئیں تو راستہ میں گھان نالہ آتا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ریت سے ہی نکلا ہے اور ریت میں ہی جذب ہو جاتا ہے۔ قلعہ میں جانے کے لئے اس نالہ کو عبور کرنا پڑتا ہے۔ نالہ میں پانی گھٹنہ گھٹنہ تک تھا اس لئے اسے پار کر کے قلعہ کی جانب روانہ ہوئے۔

کہتے ہیں اس علاقہ کو پہلے منڈی کہتے تھے۔ یہ علاقہ کی تجارت کا مرکز تھا۔ کھیوڑہ کا تمام نمک یہاں آتا یہاں سے سڑک کے راستہ اور اونٹوں پر مختلف اطراف کو بھجوایا جاتا۔ شیر شاہ کے عہد میں سڑک قلعہ کے قریب سے گذرتی تھی اب پختہ سڑک ہٹ کر دینا کے پاس سے گذرتی ہے اور اِرد گرد کی بستیاں قلعہ کے اندر آباد ہو چکی ہیں۔

سارے قلعہ کو گھوم پھر کر دیکھنے کے لئے تو بہت وقت درکار تھا ہم قلعہ کا کچھ حصہ ہی دیکھ سکے۔ جس

دروازہ سے ہم داخل ہوئے وہ اپنی ذات میں خود ایک عظیم عمارت تھا جس پر سیڑھیاں جاتی تھیں۔ سیڑھیوں کے ذریعہ اُوپر گئے تو خدائے واحد کی صفات پتھروں پر اُبھرے حروف میں کندہ نظر آئیں۔ دروازہ کے سامنے پتھر کے بنے پھول میں اللہ کا مبارک اور پیارا نام کندہ نظر آیا۔ دل و دماغ نے گواہی دی کہ قلعہ بنوانے والے نہ رہے جس غرض کے لئے یہ قلعہ تعمیر کیا گیا تھا وہ غرض بھی باقی نہ رہی۔ اِس قلعہ اور اِس کے برجوں میں۔ دروازوں پر اب سپاہ بھی نہیں۔ سفید محل اور پانی کے کنوئیں بھی مٹی سے اَٹ گئے لیکن اللہ کا نام باقی ہے قرآن کی یہ صداقت زبان پر آئی :

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

بادشاہتیں مٹ گئیں عظیم آن وبان والے باقی نہ رہے۔ مرورِ زمانہ اور بارشوں نے ایک دو پتھر ہی نہیں دیواروں کو بنیادوں سے اُکھیڑ دیا۔ پتھروں کو جوڑنے والا مصالحہ بے شک بہت مضبوط تھا باوجود کوشش کے وہ اکھیڑا نہ جاسکا لیکن گردشِ دَوراں نے قلعہ کو ویران کر دیا۔ اس میں آباد محل جسے راجہ مان سِنگھ کا سفید محل کہتے ہیں۔ مان سِنگھ راجہ اکبر کا نورتن تھا اب چمگادڑوں کا مسکن ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ۔ ہمایوں سے سلطنت چھیننے والے سُوری خاندانوں کے سپوتوں کا یہ عظیم قلعہ یہی درسِ عبرت دے رہا تھا کہ اِس دُنیا کی ہر شَے فانی ہے۔ بڑے بڑے جاہ وجلال کے مالکوں کی اب صرف یادگار باقی ہے اور یہی حقیقت ہے کہ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ رہے نام اللہ کا۔

اِس قلعہ کی وسعت کا اندازہ صرف رقبہ اور اس کی عمارت سے نہیں اِس سے بھی کیجئے کہ کہتے ہیں اِس قلعہ کی تعمیر پر روزانہ اِتنے آدمی کام کرتے تھے کہ ان کے لئے لنگر میں جو ماش کی دال پکتی تھی اسے ایک من ہینگ کا بگھار دیا جاتا تھا۔ کارکنان اور اِس میں مقیم محافظوں کی تعداد کا اندازہ تین لاکھ بیان کیا جاتا ہے۔ قلعہ میں جو لنگر خانہ تعمیر ہے اُس کی وسعت کا اندازہ اِس سے کیجئے کہ اس کا رقبہ ڈیڑھ ہزار مربع گز ہے لنگر خانے کی پیشانی پر کتبہ کندہ ہے جس سے قلعہ میں کام کرنے والوں کی تعداد کا اندازہ ہوتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ قلعہ کے دروازہ میں ہیرے جواہرات جڑے ہوتے تھے جو آج غائب تھے۔ دروازوں کی اونچائی ۹۰ فٹ سے ایک سو ساٹھ فٹ تک ہے۔ ہاں مختلف دروازوں کے اندر یا باہر اب مزار باقی تھے جن پر کبھی کوئی چراغ جلا دیتا ہے۔ قلعہ کی فصیل بعض مقامات پر چالیس فٹ چوڑی ہے۔ لنگر خانی دروازہ کی پیشانی پر قلعہ اندرکوٹ کا خرچ آٹھ کروڑ پانچ لاکھ پانچ ہزار ڈھائی دام بہلولی سکہ درج ہے۔ واضح رہے کہ قلعہ اندرکوٹ قریباً تین سال میں تعمیر ہوا تھا۔ شیر شاہ جب راجپوتانہ اور سندھ کے معرکوں سے واپس آیا تو اس نے میر تعمیر شاہو نامی کو حکم دیا کہ اِس سے تین گُنا بڑا قلعہ تعمیر کیا جائے چنانچہ اس کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اندرکوٹ

قلعہ کی عمارت ۵۰۰ بیگھہ پر مشتمل تھی توسیع کے بعد یہ پندرہ سو بیگھہ زمین پر تعمیر ہؤا اور اس پر کل خرچ سولہ کروڑ دس لاکھ دام ہؤا جو ایک ارب اکیس لاکھ پچھتر ہزار بہلولی سکہ کے برابر تھے۔

نالہ گھان کو عبور کرتے ہی چڑھائی شروع ہو جاتی ہے۔ قلعہ سے ورے ایک گنبد نما عمارت نظر آتی ہے مرورِ زمانہ سے اِس کا رنگ بھی سیاہ ہو چکا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ عمارت شیر شاہ کے ایک ساتھی قادر بخش کی بیٹی کا مقبرہ ہے۔ قادر بخش شاہی فوج کو رسد پہنچانے کا ذمہ دار تھا۔ خیر النساء اپنے باپ کی بہت چہیتی سُوری خاتون تھی۔ دہلی سے لاہور تک کے سفر میں یہ بخار میں مبتلا رہی۔ روہتاس پہنچ کر اس نے آخری سانس لیا۔ اُس وقت قلعہ کی تعمیر نہ ہوئی تھی۔ یہاں اُس وقت قلعہ کی بجائے منڈی شہر آباد تھا۔ یہاں دفن کیا گیا بادشاہ نے اِس پر مقبرہ تعمیر کرنے کا حکم دیا اور قلعہ کی بنیاد رکھنے کے بعد شیر شاہ سندھ کی جانب روانہ ہؤا۔

کچھ عرصہ بعد خیر النساء کے والد میر قادر بخش اپنی لختِ جگر کا تابوت یہاں سے نکال کر اپنے وطن سہسرام (بہار) لے گیا اور اس عمارت میں اس کے بعد ایک دینی یونیورسٹی قائم ہوئی۔ اِس میں تعلیم دینے والے علماء کے مزار اب بھی اِس کے احاطہ کے باہر موجود ہیں۔

۱۸۰۶ء میں جب مشہور سکھ راجہ رنجیت سنگھ نے قلعہ کو فتح کیا۔ کہتے ہیں کہ سکھوں کے وقت میں یہ قلعہ انکی بربریت کا شکار ہؤا۔

انگریزوں کے عہد میں ۱۹۰۶ء میں انگریز گورنر پنجاب سر چارلس نے یہاں دربار کیا قلعہ روہتاس سطح سمندر سے بائیس سَو ساٹھ فٹ بلندی پر واقع ہے۔

قلعہ کے اندر داخل ہوئے تو سکول کی عمارت نظر آئی جسے اب علاقے کے لئے قائم کیا ہے۔ اساتذہ سے علیک سلیک کے بعد کچھ حالات کے بارہ میں دریافت کرتے رہے۔ انہوں نے بتایا کہ قلعہ کے بارہ میں قصبہ میں فلاں دکان سے مختصر تاریخ مل سکتی ہے چنانچہ ہمارے دو ساتھی یہ کتاب حاصل کرنے کے لئے آبادی کے اندر تک گئے۔

مَیں نے بعض اساتذہ سے سوال کیا آپ کو علم ہے اِس قصبہ نے ایک عظیم شاعر حسن نامی پیدا کیا ہے جس کے کلام میں بڑی روانی تھی۔ وہ فی البدیہہ بڑے پایہ کے شعر کہتے تھے رچنانچہ ایک استاد نے حسن صاحب کا کچھ کلام بھی سُنایا وہ تھی ان کی مشہور نظم کے چند اشعار ؂

تالاب کنارے روتی تھی کل بٹیا اِک بیراگن کی
جب ظالم کا گالے بھاگا بن پُوچھے ٹکیا صابن کی

سر ننگے پا برہنہ تھی اور کاگا کاگا کہتی تھی
اِک ہاتھ سے تھامے دامن تھی اِک ہاتھ میں ٹہنی جامن کی

مَیں نے بھی اُن کے بعض اشعار سُنائے اور بتلایا کہ وہ تو قادیان چلے گئے تھے۔ ؎

سرِ عرشِ بریں جونہی شہِ ہر دو سرا پہنچے
فضا گونجی خدا کے پاس محبوبِ خدا پہنچے
ملائک حُور و غلماں وجد میں ایسے ہوئے بےخود
اُچھلتے، کُودتے، پڑھتے ہوئے صَلِّ علیٰ پہنچے
مقامِ اَرفع و اعلیٰ پر اکثر انبیاء پہنچے
نہ پہنچا کوئی اس حد پر جہاں خیر الوریٰ پہنچے

پوچھنے پر بتلایا کہ اُن کے خاندان کے کچھ لوگ اب بھی یہاں آباد ہیں۔

قادیان میں سیرۃ النبیؐ کا جلسہ ہوتا یا یومِ پیشوایانِ مذاہب یا کوئی اَور اہم جلسہ۔ اگر حسنؔ قادیان میں موجود ہوتے تو جلسہ میں ضرور اپنا کلام سُناتے۔ فارسی، اُردو دونوں زبانوں میں بہت شستہ کلام کہا۔ جو کہتے زبانی یاد رہتا۔ انہوں نے خود کبھی کوئی شعر نہیں لکھا۔ اُن کا مجموعہ اشعار کلامِ حسنؔ کے نام سے چھپ چکا ہے۔

موٹر ہم نالہ گھان کے اُس طرف ہی چھوڑ آئے تھے۔ قائد وفد مرکزیہ چوہدری شبیر احمد صاحب یہیں رُک گئے تھے۔ واپسی پر نالہ گھان کے کنارے ریت پر ظہر و عصر کی نمازیں پڑھیں اور موٹر جو گیلی ریت میں دھنس رہی تھی بہت محنت سے نکالی۔

راقم الحروف کو جب کبھی بھی آثارِ قدیمہ دیکھنے کا اتفاق ہُوا تو جانے والوں کے بلند عزائم اور یادگاروں کی عظمت کے ساتھ ساتھ یہی تاثر پیدا ہُوا کہ دُنیا کی ہر شئے فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں فرمایا کہ قد خلت القرون دیکھو پہلی نسلیں گذر چکیں اور اِس دُنیا میں آنے والے بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرتے رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ ہماری عظمت کو دوام رہے گی۔ فرماتا ہے اَتَبْنُوْنَ بِکُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ۝ (الشعراء) کیا تم ہر ٹیلہ پر فضول کام کرتے ہوئے یادگار عمارت بناتے ہو اور تم بڑے بڑے محل بناتے ہو تاکہ تم ہمیشہ قائم رہو۔ اور جب تم کسی کو پکڑتے ہو تو تم ظالموں کی طرح پکڑتے ہو۔ قرآن نے ان عمارتوں کو کھیل قرار دیا کہ باقی رہنے والی چیز تو نیک کام ہیں۔ اچھی یادگار نیک یادیں ہیں جو انسان پیچھے چھوڑتا ہے۔

اِن عربی اشعار میں اِس حقیقت کو کیا خوب بیان فرمایا ؎

(باقی صد۴۲ پر)

یں ہ

نماز

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب
کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت
اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو
محبّت بھرا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتے
ہیں ۔

مئی ۱۹۸۶ء

ضمیمہ

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

(ایڈیٹر)
مرزا محمد الدین ناز

حسد بہت ہی خطرناک زہر ہے اس سے اپنی سوسائٹی کو بچانے کی ہر طرح سے کوشش کرنی چاہیئے

میں احباب جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر وہ بیرونی حاسدوں سے بچنا چاہتے ہیں تو ان کیلئے ازبس ضروری ہے کہ وہ اندرونی طور پر حسد کا قلع قمع کریں

موجودہ دور میں احباب جماعت پر پہلے سے بڑھ کر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حسد سے بہر طور

بیت الفضل لنڈن میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲ رمئی ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

لنڈن ۲ ر ہجرت ۱۳۶۵ ہش مطابق ۲ رمئی ۱۹۸۶ء۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک ہے۔ الحمد للہ

حضور نے آج یہاں بیت الفضل میں نماز جمعہ پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ ارشاد فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ النساء کی آیت ۵۵ اور سورۃ البقرہ کی آیت ۱۱۰ کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا ان دونوں آیات میں حسد کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن مجید میں ان دو آیات کے علاوہ بھی حسد کا ذکر آتا ہے لیکن دو یا تین مرتبہ سے زیادہ نہیں۔

(باقی صفحہ ... پر ملاحظہ فرمائیں)

ضمیمہ

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

شہادت ۱۳۶۵ہش

مئی ۱۹۸۶ء

★★★★★

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

★★★★★★

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :- سیّد عبد الحی

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳

قیمت ... ایک روپیہ

صحت کی اطلاع

ربوہ ، ۱۱ مئی حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :-

"نزلہ زکام کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے نیز بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی میں سوزش ہے"!

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت بیگم صاحبہ موصوفہ کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے ۔ اور لمبی عمر سے نوازے ۔ آمین

مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ ساہیوال ، مکرم نعیم الدین صاحب اور ان کے دیگر ساتھیوں نیز مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی و مکرم رفیع احمد صاحب قریشی (سکھر) کے لئے احباب خصوصیت کے ساتھ درد و الحاح سے دُعائیں جاری رکھیں ۔

ایک جھوٹی خبر کی تردید

روزنامہ "نوائے وقت" کی اشاعت ۶ مئی ۱۹۸۶ء میں اخبار کے نامہ نگار مقیم چنیوٹ کے حوالہ سے جماعت کے بارہ میں بالکل غلط اور خلافِ واقعہ خبر شائع ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی ہدایت پر پندرہ سرکردہ قادیانیوں کو جماعت سے نکال دیا گیا ہے ان میں مرزا طاہر کا چھوٹا بھائی مرزا منور اور بھتیجا مرزا مبشر سر فہرست ہیں ان کے بارے میں امور عامہ کی طرف سے ایک سرکلر کے ذریعہ اعلان کیا گیا ہے کہ ان سے کسی قسم کا لین دین اور تعلق رکھنے والے کو بھی جماعت سے خارج کر دیا جائے گا ۔" خاکسار بحیثیت ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان اس خبر کی نہایت سختی کے ساتھ تردید کرتا ہے یہ خبر بالکل جھوٹی اور خلاف واقعہ ہے اور یقیناً متعلقہ افراد جن کا اس خبر میں ذکر ہے ان کے لئے اور ساری جماعت کے لئے دل آزاری کا باعث ہے احباب صحیح صورت حال سے مطلع رہیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کے اخبارات کو صحیح اور سچی خبریں شائع کرنے کی توفیق دے ۔ اور جماعت کو مخالفین کے ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھے ۔

محمد شفیع اشرف

(ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

نماز سے سب مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور سب بلائیں دُور ہوتی ہیں

مگر اصل نماز وہ ہے جس سے انسان کا دل گداز ہوتا ہے اور آستانۂ احدیت پر گر کر پگھلنے لگتا ہے

"انسان کی پیدائش کی اصل غرض بھی یہی ہے کہ وہ نماز کی حقیقت سیکھے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

غرض یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز ہی وہ شئے ہے جس سے سب مشکلات آسان ہو جاتے ہیں اور سب بلائیں دور ہو جاتی ہیں۔ مگر نماز سے وہ نماز مراد نہیں جو عام لوگ رسم کے طور پر پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز مراد ہے جس سے انسان کا دل گداز ہو جاتا ہے اور آستانۂ احدیت پر گر کر ایسا محو ہو جاتا ہے کہ پگھلنے لگتا ہے۔

اور پھر یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ نماز کی حفاظت اس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا کو ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ تو غنی عن العالمین ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ضرورت ہے اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ انسان خود اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اسی لئے وہ خدا سے مدد طلب کرتا ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسان کا خدا تعالےٰ سے تعلق ہو جانا حقیقی بھلائی کا حاصل کر لینا ہے۔ ایسے شخص کی اگر تمام دنیا دشمن ہو جائے اور اس کی ہلاکت کے درپے رہے تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ اور خدا تعالےٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں انسان بھی ہلاک کرنے پڑیں تو کر دیتا ہے اور اس ایک کی بجائے لاکھوں کو فنا کر دیتا ہے۔

یاد رکھو یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔ لیکن اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز ان پر لعنت بھیجتی ہے جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ نے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ یعنی لعنت ہے اُن نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے ہی بے خبر ہوتے ہیں۔

نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بدعملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے۔ مگر جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔ اور یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع اور خضوع پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے چاہیئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو۔"

(جلد دہم صفحہ ۶۶/۶۷)

(بقیہ صفحہ اوّل سے آگے)

ان آیات کے علاوہ ایک مرتبہ سورۃ الفتح میں اور دو مرتبہ سورۃ الفلق میں ہمیں حسد کا ذکر ملتا ہے۔

حضور نے فرمایا یہ دیکھ کر کسی قدر تعجب ہوتا ہے کہ اس امر کے باوجود کہ حسد بہت سے خطرناک امراض سے تعلق رکھنے والی بیماری ہے قرآن کریم میں اس کا صرف پانچ دفعہ ذکر کیا گیا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ خود قرآن کریم نے حسد کی مضرت پر اتنا زور دیا ہے کہ آخری تین سورتوں میں (جو عملاً سارے قرآن کریم کے خلاصہ پر مشتمل ہیں اور جن میں آخری زمانہ کے نہایت ہی ہولناک عالمگیر فتنوں کا ذکر ہے) حسد کی مضرت کی طرف اشارہ کرکے اس سے بچنے کی اہمیت کے بارہ میں متنبہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں شیطان حق کے مقابل پر جن تین خطرناک ہتھیاروں کو بروئے کار لائے گا ان میں سے ایک حسد ہوگا۔

قرآن مجید میں حسد کا صرف چند بار ذکر آنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا حسد کی انتہائی مضرت کے باوجود قرآن مجید میں صرف چند مرتبہ حسد کا ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ حسد اپنی ذات میں ایک پوشیدہ بیماری ہے۔ اس کا اظہار مختلف بیماریوں کی شکل میں ہوتا ہے۔ جن مختلف بیماریوں کی شکل میں حسد اپنا اثر ظاہر کرتا اور مخفی طور پر اپنے موجود ہونے کا پتہ دیتا ہے اُن بیماریوں کا بکثرت ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ حسد چونکہ خود مخفی رہتا ہے اس لئے حسد کو بالعموم مخفی رکھا گیا۔

اس وضاحت کے بعد حضور نے فرمایا قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حسد کا حملہ دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک اندرونی طور پر اور دوسرے بیرونی طور پر۔ اہلِ حق کے معاشرہ پر حسد کا اندرونی حملہ خفیہ ہوتا ہے۔ چنانچہ رفتہ رفتہ ان کے درمیان جو معاشرتی برائیاں رونما ہوتی ہیں ان میں سے بہت سی برائیوں کی جڑ حسد سے ہی پھوٹتی ہے اور وہ کسی نہ کسی رنگ میں حسد سے ہی پیوستہ ہونے کے باعث اسی کا شاخسانہ ہوتی ہیں۔ پھر حسد اہلِ حق کی جماعت پر بیرونی طور پر بھی حملہ آور ہوتا ہے اور ظاہری طور پر ان کے لئے مشکلات پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ حسد کے اس بیرونی حملہ کی نشان دہی ان دو آیات میں کی گئی ہے جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔

بیرونی حملہ کی نوعیت کو واضح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سوسائٹی میں سے کسی گروہ یا جماعت کو ان کی خوبیوں اور اوصاف سے خوش ہو کر اپنے فضلوں اور انعاموں کا مورد بناتا ہے تو دوسرے لوگ اُن سے اس بناء پر حسد شروع کر دیتے ہیں کہ خدا نے انہیں نزول فضل اور انزال رحمت کے لئے کیوں چنا۔ لیکن ان دوسرے طبقوں اور لوگوں کا یہ حسد ان لوگوں کی ترقی پر ذرہ بھر بھی اثر انداز نہیں ہوتا جنہیں خدا نے اپنے فضل کے لئے چن لیا ہو۔ مثال کے طور پر اس امر کے باوجود کہ حضرت ابراہیمؑ کے مخالف حسد کی آگ میں جلتے رہے کہ ابراہیمؑ اور اس کی اولاد پر خدائی افضال کا کیوں نزول ہوا اور کیوں وہ پھولتے پھلتے چلے گئے خدا نے انہیں (ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ کو) روحانی سلطنت عطا فرمائی اور بہت بہرہ مند کیا۔

حضور نے اہلِ حق سے مخالفین حق کے حسد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ بتایا ہے کہ اہلِ کتاب میں سے اکثر یہ چاہتے ہیں کہ تم جو ایمان لے آئے ہو کفر کی طرف لوٹ جاؤ یعنی ایمان لانے کے بعد پھر کفار میں شامل ہو جاؤ۔ وہ ایسا کیوں چاہتے ہیں؟ اس کا جواب اللہ تعالےٰ نے یہ دیا

اشارہ کیا گیا ہے اور ایمان لانے والے اہلِ حق کی معصومیت کا اظہار فرما کر ان کو دشمنی اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے حسد سے کلیتہً مبترا اور بری الذمہ قرار دیا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا بات بھی یہی ہے کہ ایمان لانے والے اہلِ حق کی طرف سے کوئی بھی حرکت ایسی نہیں ہوتی جس کے نتیجہ میں خود ساختہ دشمن ان پر حسد کرنا شروع کر دے۔ اہلِ حق مخالفین حق سے حسد نہیں کرتے۔ حسد ان کے مخالفوں کا محض یکطرفہ معاملہ ہوتا ہے۔ مخالفوں کے حسد کی سرے سے کوئی وجہ جواز نہیں ہوتی کیونکہ اہلِ حق اس سے یکسر مبترا ہوتے ہیں۔

حضور نے اس ضمن میں مزید فرمایا اس میں ایک اور قابلِ غور امر یہ ہے اس سے اہل حق اور مخالفین حق کے طریق تبلیغ کا فرق بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ جب حق کا مخالف اہلِ حق کو تبلیغ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہماری ملت میں لوٹ آؤ تو وہ خیر خواہی کی نیت سے اسے مزعومہ گمراہی سے بچانے کے لئے ایسا نہیں کہتا بلکہ حسد اور بغض کی بناء پر ایسا کہتا ہے۔ یہ جو فتنہ ارتداد کے نام پر فساد برپا کیا جاتا ہے کہ "مرتدین" کو اپنے دین میں واپس

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ یعنی ان کے نفسوں کے اندر جو حسد پایا جاتا ہے یہ اسی کا نتیجہ اور شاخسانہ ہے۔

حضور نے فرمایا یہ بات غور طلب ہے کہ حسد کے ساتھ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ صرف حسد کے ذکر کو ہی کیوں کافی نہیں سمجھا گیا؟ بظاہر صرف اتنا کہہ دینا ہی کافی تھا کہ یہ ان کے حسد کا ہی نتیجہ اور شاخسانہ ہے کیونکہ ہمیشہ اپنے اندر کے حسد کی وجہ سے ہی انسان دوسرے کا بُرا چاہتا ہے۔ سب لوگوں کے حسد ان کے نفسوں کے اندر ہی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے ضمن میں مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ کہہ کر اندر کے پوشیدہ حسد پر خصوصیت کے ساتھ کیوں زور دیا گیا؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا زور اس وجہ سے دیا گیا کہ بعض دفعہ حسد کسی ایسی یکطرفہ دشمنی کے نتیجہ میں جڑ پکڑتا ہے جسے پالنے کی ذمہ داری تمام تر فریق ثانی پر ہوتی ہے۔ فریق اول اس دشمنی سے یکسر مبرّا ہوتا ہے۔ جب بلاوجہ دشمنی پال لی جائے تو پھر اس کے نتیجہ میں حسد ضرور پیدا ہوتا ہے۔ سو اہلِ کتاب کے بارہ میں مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ کہہ کر ان کی یکطرفہ دشمنی کی طرف لاؤ ورنہ انہیں قتل کر دو اس کی بنا بھی حسد ہی ہوتی ہے، محبت خیر خواہی یا فلاح وبہبود ہرگز اس کی بناء نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کسی کو گمراہی اور ہلاکت سے بچانے کی خواہش اس کی بناء ہوتی ہے۔ ان کے اندر ایک جلن ہوتی ہے کہ یہ لوگ کیوں پھیل رہے اور ترقی کر رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں چونکہ ہم مثبت ذرائع سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے ان کی تعداد کم کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ انہیں تلوار سے ختم کر دیا جائے۔ یہ من عِنْدِ انفسهم نے بتایا کہ مخالفین حق کی تبلیغ کے پیچھے محض یہ جذبے کارفرما ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے اہل حق کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ مخالفین حق پر خدا کے فضل نازل ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے۔ انہیں تو بس ایک ہی لگن ہوتی ہے کہ جتنے زیادہ سے زیادہ انسانوں کو وہ ظلم اور ہلاکت کی راہ سے بچا سکتے ہیں بچا لیں۔ اس جذبہ میں محبت اور فدائیت کارفرما ہوتی ہے۔ چنانچہ اہلِ حق اور مخالفینِ حق دونوں کے ہتھیار مختلف ہوتے ہیں۔ مخالفین حق کا حسد بھی پوشیدہ ہوتا ہے اور اہلِ حق کی محبت بھی پوشیدہ ہوتی ہے۔ لیکن دونوں کے یہ متضاد جذبے جب ظاہر ہوتے ہیں تو اپنے ہتھیاروں کے ذریعہ پہچانے جاتے ہیں۔ حسد کے زیر اثر جو تبلیغ کی جاتی ہے اس میں ظلم وستم اور جبر و تشدد نمایاں ہتھیار ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اہلِ حق کی تبلیغ کی بناء چونکہ محبت پر ہوتی ہے اس لئے ان کی ہر حرکت و سکون لا اکراہ فی الدین کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ وہ دکھ دے کر کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کر رہے ہوتے بلکہ دکھ اٹھا کر دوسروں کو دولت ایمان سے مالا مال کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں کی جانیں لے کر نہیں بلکہ اپنی جانیں پیش کر کے تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں۔

ان آیات کی مزید تفسیر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان آیات میں فرماتا ہے کہ تبیّن لهم الحق کہ مخالفین حق پر حق کھل چکا تھا اس کے باوجود انہوں نے ہلاکت کی راہ اختیار کی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حق ان پر خوب واضح ہو چکا تھا تو انہوں نے ہلاکت کی راہ کیوں اختیار کی؟ اس کا جواب ایک ہی ہے اور وہ ہے "حسد" ایسے تمام سوالوں کی کنجی حسد ہی ہے۔ جب حسد کی کارفرمائی پر غور کیا جائے تو ایسا ہر سوال خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ جب کسی دوسرے کیساتھ حسد شروع ہو جائے تو بغض اور انتقام کا جذبہ اتنا غالب آجاتا ہے کہ انسان اپنا نقصان کر کے بھی دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اردو کا ایک محاورہ ہے — شریکے کا دانہ مرد کھتے بھی کھانا — مراد اس سے یہ ہے کہ شریک کے رزق کو کم کرنے کی نیت سے اس کے رزق میں سے ضرور کھانا ہے خواہ بلاضرورت یا ضرورت سے زیادہ کھانے کی وجہ سے وہ ہضم نہ ہو سکے۔ قرآن کریم نے لفظ "حسد" کے تابع اس مضمون کو کھول دیا کہ حسد آنکھوں کو اندھا کر دیتا ہے اور خود اپنے نفع نقصان کی تمیز سے عاری کر چھوڑتا ہے۔ جب حسد غالب آجائے تو ایسے حاسدوں کی نظر تنگ ہو جاتی ہے اور وہ اپنی بھلائی کو بھی نہیں دیکھ سکتے اسی لئے صداقت کھل جانے کے باوجود مخالفین حق اپنی ضد پر قائم رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس حق کو ضرور نقصان پہنچا کر چھوڑنا ہے۔

اسی ضمن میں حضور نے مزید فرمایا دوسرے معنے ما تبیّن لهم الحق کے یہ ہوں گے کہ مخالفین حق اس وجہ سے ارتداد

کا فتنہ شروع کرتے ہیں کہ وہ جان چکے ہوتے ہیں کہ اگر زبردستی ہم نے ان کو نہ روکا تو یہ ضرور غالب آجائیں گے اور یہ کہ اب ان کو غالب آنے سے کوئی اور تدبیر نہیں روک سکتی سوائے اس کے کہ تلوار کا جبر بروئے کار لایا جائے، حکومتوں کے دباؤ اور جبر سے کام لیا جائے، ہر قسم کی دشمنی اور فتنہ و فساد کے ذریعہ ان کو بڑھنے سے روکنے کی کوشش کی جائے۔ وہ جان چکے ہوتے ہیں کہ دلائل کے میدان میں تو ہم انہیں شکست نہیں دے سکتے اس لئے جبر سے کام لینے کے سوا چارہ نہیں۔ اس تمام تر فتنہ انگیزی کے پیچھے حسد کارفرما ہوتا ہے۔

فرمایا پھر ہم دیکھتے ہیں فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا میں اہلِ حق کی صفات کو مخالفین حق کی صفات سے کتنی نمایاں شان کے ساتھ الگ کر کے دکھایا گیا ہے۔ حسد کے مقابل پر اہلِ حق کو حسد کی اجازت نہیں دی گئی بلکہ درگزر اور عفو کا طریق اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اہلِ حق کا کام بھلائیوں کے کاموں سے ہٹنا نہیں بلکہ ان میں ثابت قدم رہنا ہے۔ اگر ان کے قدم بھلائیوں کے میدان میں اکھڑ جائیں تو یہ ان کی شکست ہے اور اگر وہ نیکیوں کے میدان میں ثابت قدمی دکھاتے ہیں تو پھر دشمن کی شکست یقینی ہے کیونکہ پھر انسانی کوششوں کے ذریعہ دین کا غلبہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے امر کو غالب فرماتا ہے۔

حضور نے حسد کے ایک اور پہلو کی طرف توجہ دلاتے ہوئے

فرمایا یہ بات تو واضح ہے کہ حسد کے بیرونی حملہ کے مقابلہ میں اہلِ حق حسد کو اپنے قریب نہیں آنے دیتے وہ اس سے کلّی طور پر مبترا ہوتے ہیں۔ لیکن ایک خطرہ پھر بھی لاحق رہتا ہے اور وہ یہ کہ شیطان کی طرف سے ان کی جماعت کے اندر حسد کا حملہ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے حسد کے اس دوسرے پہلو سے جماعت کو بار بار متنبہ کرنا ضروری ہے۔ جہاں تک غیروں کے حسد کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے گا اور آپ پر مزید فضل نازل فرماتا چلا جائے گا۔ برخلاف اس کے حسد کرنے والی سوسائٹی اور حسد کرنے والے دلوں سے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں۔ البتہ اس امر سے آگاہ اور خبردار کرنا ضروری ہے کہ اگر آپ لوگوں نے اندرونی حسد کے خلاف خود اپنے دلوں اور گھروں کی حفاظت نہ کی تو حسد کی بیماری کا آخری نتیجہ انکار پر منتج ہوتا ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں وہی حرکتیں شروع ہو جاتی ہیں جو غیروں کے متعلق قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ حسد بہت ہی خطرناک زہر ہے جس سے اپنی سوسائٹی کو بچانے کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنی چاہیئے۔ معاشرے کے اندر باہمی تعلقات میں جدائیاں پیدا کرنے والی جتنی بھی حرکات ہیں ان کے پیچھے بسا اوقات حسد کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا حسد کی عمومی تصویر کے پیش نظر جو قرآن کریم میں ہمیں ملتی ہے میں احباب جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر وہ بیرونی حاسدوں سے بچنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ازبس ضروری ہے کہ وہ اندرونی طور پر حسد کا قلع قمع کریں ورنہ کوئی جواز نہیں ہے کہ آپ باہمی طور پر خود حاسد ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ کو بیرونی حاسدوں سے بچائے۔ حاسدوں سے بچانے کی شرط یہ رکھ دی فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا یعنی تم میں حسد کے بالمقابل عفو اور درگزر کی صفات ہونی ضروری ہیں۔ ان صفات کی شرط کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہیں غلبہ عطا کرے گا۔ موجودہ دور میں احبابِ جماعت پر پہلے سے بڑھ کر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حسد سے ہر رنگ میں بچیں اور ایک دوسرے کی بھلائی اور خیر خواہی کے اُن محرکات کو اختیار کریں جو تقویٰ کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

عطیہ برائے گندم

گزشتہ کئی سالوں سے مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے۔ ان مستحقین کی تعداد کافی ہے اس کارِ خیر میں ہر سال مخلصین جماعت حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمدرد مخلصین جماعت سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس کارِ خیر میں فراخدلی سے حصہ لیں۔

جملہ نقد عطیہ جات بمد گندم کھاتہ ۲۸۹-۱۱۰/۵۵۰ ۴ معرفت افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔

(صدر گندم کمیٹی امداد مستحقین دارالضیافت ربوہ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ۳۱ ویں سالانہ تربیتی کلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوگئی

محترم مولوی محمد حسین صاحب رفیق بانی سلسلہ نے اختتامی تقریب سے خطاب فرمایا

تربیتی کلاس میں 255 مجالس کے 534 خدام نے شرکت کی

ربوہ ۸/ ہجرت (مئی) مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ۳۱ ویں سالانہ تربیتی کلاس آج شام قریباً ساڑھے چھ بجے ایوان محمود میں نہایت کامیابی و خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ اختتامی تقریب میں رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ محترم مولوی محمد حسین صاحب نے خطاب فرمایا اور اختتامی دعا کرائی۔ اس سے قبل انہوں نے نمایاں پوزیشنیں حاصل کرنے والے خدام میں انعامات بھی تقسیم فرمائے۔ اختتامی تقریب میں ناظر و وکلاء صاحبان کے علاوہ اہلِ ربوہ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

اختتامی تقریب شام ساڑھے پانچ بجے شروع ہوئی تلاوت قرآن کریم مکرم احسان محمد صاحب (دارالعلوم شرقی ربوہ) نے کی جس کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم محمود احمد صاحب نے عہد دوہروایا۔ تمام خدام نے کھڑے ہو کر عہد دوہرایا۔ عہد کے بعد مکرم امتیاز احمد صاحب (ٹنڈو محمد خان) نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا شیریں عارفانہ کلام

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار

اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

پڑھا۔ اس کے بعد ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس مکرم منیر احمد صاحب بسمل مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی رپورٹ پیش کی۔

ناظم اعلیٰ صاحب نے بتایا کہ خدا کا شکر ہے کہ آج ۳۱ ویں تربیتی کلاس جو ۲۵ ر اپریل کو شروع ہوئی بخیر و خوبی اختتام کو پہنچ رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ گزشتہ سال بعض وجوہ کی بناء پر یہ کلاس منعقد نہ ہو سکی تھی امسال یہ طے پایا کہ صرف میٹرک کا امتحان دینے والے فارغ خدام کو تربیتی کلاس میں شامل کیا جائے انہوں نے بتایا کہ قائدین مجالس اور قائدین اضلاع سے بذریعہ خطوط، پیغامات اور ٹیلی گرامز رابطہ قائم کیا گیا۔

چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مؤرخہ ۲۵ ر اپریل ۱۹۸۶ء کو اس تربیتی کلاس کا جب افتتاح ہوا تو ۳۶۲ خدام حاضر تھے اور خدام کی آمد کا سلسلہ ہنوز جاری تھا۔ آج جبکہ کلاس اختتام کو پہنچ رہی ہے تو خدا کے فضل و کرم سے ۵۰ ر اضلاع کی ۲۵۵ مجالس کے ۵۳۴ خدام شریک ہوئے ہیں۔

مکرم ناظم اعلیٰ صاحب نے اس تربیتی کلاس کے انعقاد کے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس کلاس کے مقصد نوجوانوں کی علمی و دینی تربیت کو پورا کرنے کے لئے متنوع پروگراموں پر عمل کرایا گیا۔ روزانہ پروگرام اس طرح ہوتا تھا کہ نماز تہجد سے دن کا آغاز کیا جاتا تھا۔ نماز فجر اور درس قرآن کریم و حدیث کے بعد خدام انفرادی طور پر تلاوت قرآن کریم کرتے دیگر ضروریات اور ناشتہ سے فارغ ہو کر خدام ۷ بجے سے لے کر گیارہ بجے تک کلاس میں حاضر ہوتے اس کلاس میں جن مختلف مضامین کی تعلیم دی جاتی رہی ان میں قرآن کریم، حدیث، فقہ، علم کلام، قواعد عربی وغیرہ کے اسباق دیئے جاتے رہے اور اس امر کی نگرانی کی جاتی رہی کہ خدام ساتھ ساتھ نوٹس بھی تیار کرتے رہیں۔

ناظم اعلیٰ صاحب نے بتایا کہ ان ایام میں نماز پنجوقتہ باجماعت کی ادائیگی کے التزام کی طرف خصوصی توجہ دی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ محض خدا تعالیٰ کے فضل و رحم سے امسال نمازوں میں حاضری بہت خوش کن رہی اور خدام ذوق و شوق کے ساتھ عبادت اور دیگر فرائض ادا کرتے رہے۔

انہوں نے بتایا کہ بالالتزام نماز عصر کے بعد علمی تقاریر کے

پروگرام میں مختلف علمائے سلسلہ روزانہ ایک مقررہ موضوع پر خدام سے خطاب کرتے ان کی علمی ضروریات کو پورا کرتے رہے اس پروگرام کے بعد صحت جسمانی کا پروگرام ہوتا جس کے تحت خدام مختلف کھیلوں میں حصّہ لیتے رہے۔ نماز مغرب کے بارے میں تمام خدام کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ یہ نماز وہ روزانہ بیت المبارک میں ادا کریں۔

ناظم اعلیٰ نے بتایا کہ اس کلاس میں دلچسپی اور توجہ کو قائم رکھنے کے لئے نصابی تدریس کے علاوہ پکنک اور سیر کا مقابلہ کے پروگرام بھی بنائے گئے جس میں خدام نے بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ انہوں نے نظارت اصلاح و ارشاد کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے مربیان کرام کی خدمات فراہم کیں جو ہمہ وقت خدام کی علمی اور تربیتی ضروریات کی نگرانی فرماتے رہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ناظم اعلیٰ صاحب نے بتایا کہ کلاس کے اختتام پر زبانی اور تحریری امتحان کا اہتمام کیا گیا تاکہ خدام میں علمی شوق اور مسابقت کا جذبہ پیدا ہو اور دینی امور سے واقفیت کا انہیں خود بھی احساس ہو۔ پاس ہونے والے خدام کو سندات کامیابی دی گئیں۔

مکرم ناظم اعلیٰ صاحب نے آخر میں فرمایا کہ اس کلاس میں شامل ہونے والوں کے بارے میں اس امر کا اظہار بے جا نہ ہو گا کہ اس کلاس میں شامل ہونے والے خدام کئی قسم کی مشکلات اور دقتوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے بڑے انشراح اور بشاشت کے ساتھ محض للہ مرکز سلسلہ میں آئے اور بڑی دلجمعی اور جذبہ کے ساتھ اکتساب فیض کے لئے کوشاں رہے۔

مکرم ناظم اعلیٰ صاحب نے کہا کہ اگرچہ اس کلاس میں لاؤڈ سپیکر کی سہولت موجود نہ تھی اور آخری مراحل پر جبکہ طلباء کی تعداد کافی بڑھ گئی اس وقت پریشانی بھی پیدا ہوئی تاہم مجموعی طور پر خدا کے فضل و کرم سے کوئی مشکل پیش نہ آئی اساتذہ نے ہمت اور صبر سے کام لیا اور تمام طلباء تک اپنی آواز پہنچانے میں کامیاب رہے۔

بعد ازاں اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی حضرت مولوی محمد حسین صاحب نے اوّل دوم سوم آنے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے مضامین یہ تھے۔ قرآن کریم۔ حدیث۔ کلام ردّ عیسائیت فقہ، عربی بول چال۔ معلومات تقاریر اور حفظ قرآن مجموعی طور پر اس کلاس میں مکرم خالد مقصود احمد صاحب دارالصدر شرقی ربوہ اوّل مکرم فضل کریم صاحب کرتو دوم اور مکرم میر مقبول احمد صاحب دارالصدر جنوبی ربوہ سوم رہے۔ مکرم منصور احمد صاحب آف کرنری کو مثالی طالب علم قرار دیا گیا۔

اس کلاس کی ایک خاص بات یہ بھی تھی سکھر کے دو احباب جماعت مکرم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب اور مکرم رفیع احمد قریشی صاحب جو اسیران راہِ مولیٰ میں شامل ہیں ان کے دو بیٹے بھی کلاس میں شامل تھے جن میں عزیز مکرم ندیم احمد قریشی صاحب ابن مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی نے سیر کے مقابلہ میں دوم انعام بھی حاصل کیا۔ احباب کرام سے ان بچوں اور ان کے والدین کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

تقسیم انعامات کے بعد حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اُس امام وقت کو شناخت کیا اور ان پر ایمان لا کر احمدی ہوئے جس کی آمد کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی اور دیگر کتب سماوی میں بھی اس کی آمد کی خبر موجود ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت بانی سلسلہ کی تعلیم ہمارے پاس ایک امانت ہے اور ہم اس امانت کے فرض سے اس وقت تک عہدہ برآ نہیں ہو سکتے جب تک ہم اپنے علم اور عمل کے ذریعے سے اس امانت کو آگے نہ پہنچا دیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کا طریق یہ ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور گفتار میں اس طرح ہو جائیں جو قرآنی تعلیمات کے عین مطابق ہو اور ہم کو دیکھنے والے یہ سمجھ جائیں کہ یہ دوسروں سے منفرد ہیں۔ جب تک ہم اپنے آپ کو اس طرح سے نہ بنائیں تب تک ہم اپنے فرائض اور اس امانت کی ادائیگی سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

آخر میں حضرت مولوی صاحب نے دعا کرائی جس پر یہ خصوصی تقریب جو ایوانِ محمود میں منعقد ہوئی تھی اپنے اختتام کو پہنچی۔

ضروری اعلان

موصیان/موصیات توجہ فرمادیں

آپ بفضلِ تعالیٰ موصی/موصیہ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیش کردہ آسمانی نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی سعادت بخشی ہے۔ یہ خوش بختی قابلِ افتخار ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین

ہر موصی کے لئے لازمی ہے کہ وہ تقویٰ طہارت اور احکام شریعت کی پابندی میں دوسروں کے لئے خاص نمونہ ہو اور مالی قربانی کے لحاظ سے بھی دوسروں سے نمایاں امتیاز رکھتا ہو۔

(۱) بعض موصیان اپنی وصیت کرتے وقت جائیداد اور آمد کی جو تفصیل درج کرتے ہیں اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً خدا تعالیٰ کے جو فضل ان پر ہوتے ہیں ان سے دفتر کو مطلع کرنا ضروری نہیں سمجھتے وصیت کے قواعد کی رُو سے ہر موصی کے لئے ضروری ہے۔ کہ حسب قاعدہ ۵۳ دفتر کو اپنی جائیداد کی تفصیل سے ۵ سال میں کم از کم ایک بار اطلاع دے۔ اور موصیان کی اپنی بہبود بھی اسی میں ہے کہ دفتر کو وقتاً فوقتاً جائیداد میں قابلِ ذکر تبدیلیوں سے مطلع رکھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بعد میں بالخصوص تدفین کے وقت جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور نوعیت جائیداد کی تحقیق کی جاتی ہے اس سے بچ جاویں گے اور مشکل میں نہیں پڑیں گے۔

۲۔ آپ نے وصیت کرنے کے بعد اگر کسی وقت اپنی اولاد کے نام یا ورثاء میں سے کسی کے نام کوئی ایسی جائیداد منتقل کی ہو جو درحقیقت آپ کی اپنی ہے یا آپ نے اپنی آمد سے اپنے بیٹے کے نام (خواہ وہ بالغ ہو) جائیداد خریدی ہو تو ایسی جائیداد آپ کی متصور ہوگی۔ یا کوئی جائیداد ٹرسٹ (TRUST) کے طور پر کسی کے پاس رکھوائی ہو تو اس کے کوائف سے جلد از جلد دفتر کو مطلع کریں۔ کیونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ اگرچہ زندگی میں جائیداد پر تصرفات کا موصی کو اختیار ہے لیکن ایسا تصرف جس کے نتیجہ میں بعد از وفات تلبیس کی صورت پیدا ہو جائے اور موصی کی حقیقی جائیداد سلسلہ کی نظر سے اوجھل ہونے کا خطرہ ہو اس سے دفتر کو آگاہ نہ کرنا موصی کے شایانِ شان نہیں۔ اسی طرح اگر کسی نے آپ کے پاس کوئی جائیداد امانتاً رکھوائی ہو جو فی الحقیقت آپ کی نہ ہو اور خطرہ ہو کہ بعد میں بے وجہ آپ کی طرف منسوب ہو جائے گی۔ تو اس سے بھی دفتر کو اطلاع دینا ضروری ہے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

۲۹ر رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست

تحریک جدید کے سال نو کا سو فیصدی چندہ ادا کرنے والے مجاہدین کے اسماء گرامی ۲۹ر رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست میں شامل کر کے بغرض دعا سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔ اپنے محبوب امام کی دعائیں حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مجاہدین اس مبارک فہرست میں شامل ہونے کی کوشش فرمائیں۔

(وکیل المال اوّل)

دعائے مغفرت

خاکسار کی خوشدامن محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ تقریباً ۳ ماہ فالج سے بیمار رہنے کے بعد ۲۴ر اپریل ۱۹۸۶ء بروز جمعرات فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئیں آپ کی عمر تقریباً ۷۰ برس تھی اگلے روز (جمعہ) محترم مولانا محمد شریف صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا کرائی

مرحوم اپنے حلقہ میں ہر ایک کی ہمدرد اور ہر ایک کے حتی المقدور کام آنے والی خاتون ہونے کی وجہ سے خاص معروف تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ان کے قریبی رشتہ داروں میں سے متعدد کو خدمت دین کی توفیق سے نوازا ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے آمین۔

(نسیم سیفی ربوہ)

نوعمر بچی کی وفات اور درخواست دعا

میری بچی نصرت بعمر ۹ ماہ ایک دن بعارضہ بخار بیمار رہ کر ۱۸ر اپریل ۱۹۸۶ء کو وفات پا گئی ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے اور اپنے فضلوں کا مورد بنائے آمین۔

(مرزا خلیل احمد قمر دفتر وقف جدید۔ ربوہ)

اعلان گمشدہ رسید بک

ایک عدد رسید بک ۱۲۴۴۸ صدر انجمن احمدیہ ربوہ جس کی رسیدات تا رسیدات مستعمل شدہ ہیں۔ جماعت احمدیہ فیصل آباد سے گم ہو گئی ہے۔ اگر کسی دوست کو اس کا علم ہو جائے تو نظارت مال آمد کو اطلاع دیکر ممنون فرما دیں۔

(ناظر مال آمد)

تلاش گمشدہ

میرا بچہ محمود احمد جو مٹھو کے نام سے موسوم ہے ۳ر مئی ۱۹۸۶ء سے گھر سے لاپتہ ہے جس کا حلیہ حسب ذیل ہے۔

رنگ سانولا۔ بسکٹی رنگ کی شلوار قمیص اور پاؤں میں سوفٹی چپل پہنے ہوئے ہے۔ جس کی عمر ۱۵/۱۶ سال ہے۔ ایک پاؤں اوپر سے جلا ہوا ہے۔ ماتھے پر ہلکا کٹ کا نشان ہے۔ بال گھنگریالے ہیں۔ ذہنی طور پر معذور ہے۔

جس صاحب کو ملے پہنچا کر مشکور فرمائیں یا حسب ذیل پتہ پر اطلاع دیں

(رشید احمد کارکن دفتر امور عامہ ربوہ)

ایم کاشف آٹو ایجنسیز فون 32971
بالمقابل علمدار حسین کالج حسین آگاہی روڈ۔ ملتان
سوزوکی۔ یاماہا، ہنڈا، کاواساکی کا سپیئر پارٹس۔ بازار سے بارعایت خریدیں

وائل پرنٹ سوٹ
اعلیٰ اور معیاری وائل پرنٹ سے تیار شدہ خصوصی تحفہ
وائل پرنٹ سوٹ
دیگر زنانہ اور بچگانہ ملبوسات
پیشکش:۔ گفٹ سنٹر باجوہ مارکیٹ گولبازار ربوہ

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۵۹۲۸ میں، صوبیدار غلام یٰسین ولد محمد عنایت صاحب، آف بچکہ ضلع سرگودھا قوم کھوکھر پیشہ **ملازمت** صدر انجمن احمدیہ عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالفتوح ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱۴/۸۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ مکان برقبہ دس مرلہ مالیتی ایک لاکھ روپے واقع دارالفتوح ربوہ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۴۵۵ + ۷۲۰ کل ۱۱۷۵ روپے ماہوار بصورت الاؤنس و پنشن صدر انجمن احمدیہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ ۱/۱/۸۶ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ صوبیدار غلام یٰسین

گواہ شد نمبر ۱ محمد صالح زاہد مربی سلسلہ وصیت ۱۹۴۹۳

گواہ شد نمبر ۲ محمد صادق وصیت نمبر ۱۳۳۰۸

مسل نمبر ۲۵۹۲۹۔ میں کنیز فاطمہ زوجہ صوبیدار غلام یٰسین صاحب قوم کھوکھر پیشہ گھریلو کام عمر ۴۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالفتوح ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱۴/۸۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ

اعلیٰ فوٹوگرافی ۔ معیاری فوٹو سٹیٹ کے لئے
فوٹو ٹائم گول بازار ربوہ کو یاد رکھیں
(پروپرائٹر عطاء المنان)

عمدہ اور لذیذ غذائیت سے بھرپور مٹھائیوں
کا مرکز
نذیر سویٹ ہاؤس
اقصیٰ روڈ ربوہ

آپ کو معلوم ہو کہ ہمارے دواخانہ
میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز
(کا نام اب)
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
زیر نگرانی حکیم عبدالحمید جانشین و فرزند حضرت حکیم نظام جان ہو چکا ہے
خدمت کا ایک سو سال پرانا دیرینہ خادم
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
• چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون: 74844
• بالمقابل ایوان محمود ربوہ فون: 638
• اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس ربوہ • چوک داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ۔

پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) زیور طلائی ۲ تولہ ۱۰ ماشہ مالیتی =/۵۵۰۰ روپے (۲) سلائی مشین جاپانی مالیتی =/۵۰۰ روپے (۳) حق مہر =/۱۵۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ =/۲۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بلشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ ۲/۱/۸۵ سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ کنیز فاطمہ زوجہ صوبیدار غلام یٰسین صدر محلہ دارالفتوح ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱ محمد صالح زاہد مربی سلسلہ وصیت نمبر ۱۹۴۹۳۔ گواہ شد نمبر ۲ محمد صادق وصیت نمبر ۱۳۳۰۸

مسل ۔ ۲۵۹۴۰۔ میں آمنہ بی بی بیوہ محمد قاسم صاحب قوم بلوچ پیشہ ملازمت عمر ۵۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بستی سہرانی ضلع ڈیرہ غازیخان حال دارالصدر شمالی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۱/۸۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) بالیاں طلائی ۳ ماشہ ۳ رتی مالیتی =/۷۰۰ روپے (۲) کڑے نقرئی ایک جوڑا وزنی ۸ تولہ مالیتی =/۵۰۰ روپے (۳) حق مہر =/۳۲ روپے۔ اسوقت مجھے مبلغ =/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بلشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی

جبوب مفید اٹھرا ۳۶/-
اکسیر اولاد نرینہ ۳۵/-
زدجام عشق ۶۰/-
تریاق معدہ ۱۴/-
روشن کاجل ۳/-
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ
گولبازار ربوہ۔ فون 634

حضرت حکیم نظام جان کے
چشمۂ فیض پر
حکیم عبدالحمید کے فرزند احمد صدیق جان
ہر ماہ کی ۵۔۶۔۷ کو اقصیٰ چوک ربوہ میں حاضر ہوں گے خواتین کیلئے معائنہ کا معقول انتظام ہے۔
زیر نگرانی۔ حکیم عبدالحمید ابن حکیم نظام جان مرحوم

سنٹرل لیب 24 گھنٹے سروس
کلینیکل لیبارٹری، بلڈ بینک بالمقابل سول ہسپتال مین گیٹ فیصل آباد
میڈیکل پروفیسرز اور جدید ترین مشینوں سے آراستہ تجربہ کار ماہرین کی زیر نگرانی ہر قسم کے لیبارٹری ٹیسٹ کرانے کے لئے تشریف لائیں
عنقریب ایمبولینس سروس بھی مہیا ہوگی

رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے الامتہ ۔ آمنہ بی بی بیوہ محمد قاسم مرحوم کوٹھی مرزا خورشید احمد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ ۔ گواہ شد ۱ محمد یقین ولد محمد قاسم صاحب کوٹھی صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ گواہ شد ۲ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد دارالصدر شمالی ربوہ

مسل ۔ ۲۵۹۴۱ ۔ میں امتہ الحمید مبشر زوجہ مبشر احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن عثمان والا فرد ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸۵-۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے ۔ (۱) نقد =/۱۲۷۰۰ روپے (۲) سلائی مشین مالیتی =/۸۰۰ روپے (۳) زیور طلائی ۱۲ گرام مالیتی =/۱۶۱۰۰ روپے (۴) حق مہر =/۸۰۰۰ روپے کل جائیداد =/۲۳۱۰۰ روپے اسوقت مجھے مبلغ پچاس روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی ۔ میری یہ وصیت تاریخ ۸۵-۱ سے منظور فرمائی جائے ۔ الامتہ ۔ امتہ الحمید مبشر محلہ عثمان والا معرفت سندھ کریانہ سٹور ۔ گواہ شد ۱ فضل احمد ولد اکبر علی صاحب صدر محلہ عثمان والا ربوہ ۔ گواہ شد ۲ کریم احمد ولد فضل احمد صاحب سیکرٹری مال عثمان والا

کیوریٹو ٹائم (برائے رمضان المبارک)

کیوریٹو ہیڈ آفس
کیوریٹو سیلز آفس
کیوریٹو سٹورز
کیوریٹو کلینک ربوہ

کے اوقات کار صبح ۶ تا ۲ بجے دوپہر ہوں گے ۔

ریڈی میڈ ملبوسات

بدلتے موسم اور فیشن کے مطابق معیاری
زنانہ اور بچگانہ ریڈی میڈ ملبوسات
تحفہ جات کی من پسند پیکنگ مفت

آپکا اپنا گفٹ سنٹر باجوہ مارکیٹ گولبازار ربوہ

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد و دکھی عورتوں کے لئے (ھوالشافی)

دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف

پُر امید واحد علاج گاہ

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ ۔ فون ۳۹۹۷

اقصیٰ چوک ربوہ پوسٹ بکس ۲۲۲ ۔ فون ربوہ ۵۵۸

حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان

۱۹۱۱ء

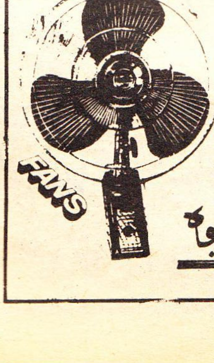
مسل نمبر ۲۵۹۴۲ — میں امام بخش ولد احمد خان
قوم نکانی بلوچ پیشہ ریٹائرڈ عمر ۸۰ سال بیعت ۱۹۲۷ء ساکن
شادن لنڈ ضلع ڈیرہ غازی خان حال دارالعلوم غربی ربوہ بقائمی
ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱۱/۸۵ میں وصیت کرتا ہوں
کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰
حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری
کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ
قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) تین کنال نہری زمین واقع
موضع مہنڈا ضلع ڈیرہ غازی خان مالیتی = ۱۵۰۰۰/ روپے
اس وقت مجھے مبلغ یکصد اسی روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں
اور مبلغ چھ صد روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے میں تازیست
اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا
رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی
اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی
میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست
حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت
تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ امام بخش خان ۶/۱۵ دارالعلوم غربی
گواہ شد نمبر ۱ ملک محمد احمد واقف ولد عبد العزیز مرحوم ۶/۱۵ دارالعلوم غربی ربوہ
گواہ شد نمبر ۲ روشن دین احمد واقف زندگی ولد فتح محمد صاحب درویش ۱۵/ دارالعلوم غربی

مسل نمبر ۲۵۹۴۳ — میں امۃ النور بشریٰ بنت حکیم بشیر احمد

عمارتی شیشہ۔ آئینہ۔ پوسٹر۔ ہر قسم کے اعلیٰ فریم کے لئے
احمدیہ گلاس ہاؤس گول بازار ربوہ
پروپرائٹر (نذیر احمد)


نظر اور
کے متعلق نہایت مفید رسالہ جس میں نظر کی کمزوری، آنکھوں کی پرانی سوزش، پیزنگ کٹار، ککرے، السر (پھولا)، ناخونہ، دھند، سفیدی، بھینگا پن، دو نظری، آنکھ کے زخم، چوٹ اور ناسور Eye Fistula وغیرہ کے متعلق مفید نسخے درج ہیں، آنکھ کے معالجین، مریضوں اور متعلقین کیلئے صحیح رہنما "آئیز کیور گائیڈ"
EYES CURE GUIDE
صرف دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ فون 606—607—771

حضرت حکیم نظام جان
کے فرزند اور جانشین
حکیم انوار احمد جان
فون: ۵۵۸
ہر ماہ کی
۵ و ۶ و ۷ تاریخ کو ربوہ میں مطب فرماتے ہیں
اور ہر ماہ کی ۲۰ و ۲۱ تاریخ کو منڈی بہاؤالدین
بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز میں مطب فرماتے ہیں۔
مینیجر: دواخانہ حکیم نظام جان اقصیٰ چوک ربوہ

G.F.C. — TRADE MARK GFC FAN
قائم شدہ ۱۹۵۴ء — پنکھوں میں منفرد نام
ملتے جلتے ناموں سے دھوکہ نہ کھائیں


جی ایف سی پنکھے
خریدتے وقت ٹریڈ مارک ۳۱۸۱۲ اور ڈیلرشپ سرٹیفکیٹ ضرور دیکھ لیں


پاک آئرن سٹور گولبازار ربوہ
ربوہ میں واحد ڈیلر
جی ایف سی پنکھے

قوم ... عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالیمن غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱/۸۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کچھ نہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ چھ صد روپے ماہوار بطور ملازمت مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگا [illegible] حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ بشرح [illegible] حصہ ... تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر منظوری سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ... امۃ المتین بشریٰ بنت حکیم بشیر احمد صاحب محلہ دارالیمن غربی ربوہ۔ گواہ شد ... حکیم بشیر احمد والد موصیہ وصیت نمبر ۱۳۲۲۸۔ گواہ شد ... بشیر احمد ولد چوہدری جان محمد وصیت نمبر ... ۲۵۰۰ ...

ماہنامہ انصار اللہ میں اشتہار
دے کر تجارت کو فروغ دیں

AL-FURQAN MOTORS LIMITED

AUTHORISED DEALERS OF NATIONAL MOTORS LTd.
FOR GENUINE TOYOTA PARTS.



ٹویوٹا

گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پُرزہ جات
درج ذیل پتہ پر حاصل کریں!

الفُرقان موٹرز لمیٹڈ

۷/۴۔ تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ۔ کراچی ۳

★ ٹیلیفون: 74609، 79523

لوّلی شوز

لوّلی شوز لیڈیز اینڈ چلڈرن

بانو بازار فیصل آباد

مرزا با با سلیمان فرنیچر ورکس ربوہ

جدید ڈیزائنوں میں ہر قسم کا فرنیچر تیار کیا جاتا ہے۔ پروپرائٹر عبدالمجید فون P.P

ربوہ میں پہلی مرتبہ

منصور ویلکنائزنگ اینڈ گیس الیکٹرک

ویلڈنگ ورکس ربوہ

نیز سائیکل کی مرمت تسلی بخش کی جاتی ہے۔ عنقریب افتتاح ہونیوالا ہے

نزد تانگہ سٹینڈ لاری اڈا۔ پروپرائٹر مظفر احمد

پنسار

پنسار کی ادویات دستیاب ہیں

سٹاک موجود ہے

الباس دواخانہ ربوہ

سُرمہ طفیل

قیمت ۱۲ روپے

عرقِ نور معدہ کے لیے مفید قیمت ۲۰ روپے

حکیم محمد طفیل C/O کوٹھ کلاتھ نزد

کورس تین شیشی ریلوے پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ فون ۷۰۴

رحمت سوّیاں

تیار کردہ:۔ نعمت کرامت گول صابن والا

فیصل آباد

ہر قسم کے ریفریجریٹر

ایر کنڈیشنر ۔ ڈیپ فریزر

خریدنے کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

نیشنل الیکٹرانکس

۱۔ لنک میکلوڈ روڈ لاہور

فون 57309

223228

چوہدری جیولرز

معیاری سونا چاندی کے معیاری زیورات

بنوانے کے لئے

بشیر احمد خالد اینڈ برادرز ۔ سلیمی چوک

ستیانہ روڈ۔ فیصل آباد۔ فون پی پی ۴۲۵۸۳